تحریکِ خدام اہلِ سنت کا ترجمان نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی

جلد 31 شمارہ 4 - رجب المرجب ۱۴۳۹ھ، اپریل 2018ء

# خدام اہل سنت کی دُعا

از قلم حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبؒ

خدایا اہل سُنّت کو جہاں میں کامرانی دے
خلوص و صبر و ہمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں
رسولؐ اللہ کی سُنّت کا ہر سُو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروںؓ کی صداقت کو
ابو بکرؓ و عمرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہل بیتؓ سب کی شان سمجھائیں
وہ ازواجؓ نبی پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو
تو اپنے اولیاء کی بھی مُحبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچم اسلام کو بالا
انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچم اسلام لہرائیں
کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل
عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبۂ کامل

ہو یعنی تحفظ ملک میں ختم نبوت کو
مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی
رسولِ پاکؐ کی عظمت، محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے
تیری راہ میں ہر ایک سُنّی مسلماں وقف ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہل سنت کے رہیں خادم
ہمیشہ دینِ حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرؔ ناداں
تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری رضواں

اصل کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
تحریک خدام اہل سنت کا ترجمان نظام خلافت راشدہ کا داعی

جلد 31 شمارہ 4 - رجب المرجب ۱۴۳۹ھ، اپریل 2018ء

قاضی طاہر حسین جرار صاحب 0333-5783036

برائے رابطہ خط وکتابت کا پتہ
دفتر ماہنامہ حق چاریار رض
متصل جامع مسجد میاں برکت علی المدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور

0322-4135093
0302-4166462
042-37427872

پبلشر حافظ محمد مسعود نے افضل شریف پرنٹرز سے چھپوا کر ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور سے شائع کیا۔

# فہرست مضامین

اھدنا الصراط المستقیم (اداریہ) ═══ امیر تحریک مدظلہ کے قلم سے

# جسٹس شوکت صدیقی کا قابلِ تحسین فیصلہ

اسلام آباد ہائی کورٹ کے جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے الیکشن ایکٹ 2017ء میں ختم نبوت سے متعلق شقوں کی تبدیلی کے خلاف دائر کردہ درخواستوں کا مختصر فیصلہ سناتے ہوئے حکم جاری کیا ہے کہ شناختی کارڈ، پیدائش، سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ کے حصول اور انتخابی فہرستوں میں اندراج کے لیے درخواست گزار سے آئین کی شق 260 ذیلی شق 3 (A) اور (B) میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف پر مبنی بیان حلفی لازمی قرار دیا جائے تمام سرکاری و نیم سرکاری محکموں، بشمول عدلیہ، مسلح افواج، اعلیٰ سول سروسز میں ملازمت کے حصول یا شمولیت کو بھی متذکرہ بالا بیان حلفی سے مشروط قرار دیا جائے۔ نادرا اپنے قواعد میں کسی بھی شہری کی طرف اپنے درج کوائف بالخصوص مذہب کے حوالے سے درستی کے لیے مدت کا تعین کرے۔ مقننہ آئین کے تقاضوں، عدالت عظمیٰ اور لاہور ہائیکورٹ کے فیصلوں (1993 SCMR 1748) اور (LBH 1 PLD 1992) میں طے شدہ قانونی بنیادوں کو روبہ عمل لاکر ضروری قانون سازی کرے۔ اور ایسی تمام اصلاحات جو دین اسلام اور مسلمانوں کے لیے مخصوص نہیں انہیں کسی بھی اقلیت سے تعلق رکھنے والے افراد کو اپنی پہچان چھپانے یا کسی اور مقصد کے لیے استعمال سے روکنے کے لیے موجود قانون میں ضروری ترمیم اور اضافہ کرے حکومت تمام شہریوں کے درست کوائف کو یقینی بنائے تاکہ کسی بھی شہری کے لیے اپنی اصل پہچان اور شناخت چھپانا ممکن نہ ہوسکے۔ نادرا میں قادیانیوں مرزائیوں کی درج تعداد اور مردم شماری کے اعداد و شمار میں نمایاں فرق کی تحقیقات کی جائیں۔ ریاست مسلم امّہ کے حقوق، جذبات اور مذہبی عقائد کی حفاظت کرے اور اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ پارلیمنٹ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ یقینی بنائے۔ پانچ صفحات پر مشتمل مختصر تحریری فیصلے میں کہا گیا ہے کہ دین اسلام اور آئین پاکستان مذہبی آزادی سمیت اقلیتوں (غیر مسلموں) کے تمام بنیادی حقوق کی مکمل

ضمانت فراہم کرتا ہے۔ ریاست پر لازم ہے کہ ان کی جان و مال، جائیداد اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور بطور شہری ان کے مفادات کا تحفظ کرے۔ آئین کی شق 5 کے مطابق ہر شہری کا بنیادی فرض ہے کہ وہ ریاست کا وفادار اور آئین و قانون کا پابند ہو۔ یہ فریضہ ان افراد پر بھی لازم ہے جو پاکستان کے شہری نہیں لیکن یہاں موجود ہیں۔ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ ریاست پاکستان کے ہر شہری کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی شناخت درست اور صحیح کوائف کے ساتھ کرائے۔ کسی مسلم کو اس امر کی اجازت نہیں کہ وہ اپنی شناخت کو غیر مسلم میں چھپائے اور کسی غیر مسلم کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ خود کو مسلم ظاہر کر کے اپنی پہچان اور شناخت کو چھپائے۔ ایسا کرنے والا ہر شہری ریاست سے دھوکہ دہی کا مرتکب ہوتا ہے جو کہ آئین کو پامال کرنے اور ریاست سے استحصال کے زمرے میں آتا ہے۔ فیصلے کے مطابق آئین پاکستان کی شق نمبر 260 ذیلی شق 3B (A) اور (B) میں مسلم اور غیر مسلم کی تعریف موجود ہے جسے اجماع قوم کی حیثیت حاصل ہے۔ بدقسمتی سے اس واضح معیار کے مطابق ضروری قانون سازی نہیں کی جا سکی۔ جس کے نتیجے میں غیر مسلم اقلیت اپنی اصلی شناخت چھپا کر اور ریاست کو دھوکہ دیتے ہوئے خود کو مسلم اکثریت کا حصہ ظاہر کرتی ہے جس سے نہ صرف مسائل جنم لیتے ہیں بلکہ انتہائی اہم آئینی تقاضوں سے انحراف کی راہ بھی ہموار ہو جاتی ہے فیصلے میں کہا گیا ہے کہ اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کا یہ بیانیہ کہ سول سروس کے کسی بھی افسر کی اس حوالے سے شناخت موجود نہیں۔ ایک المیہ ہے جو کہ آئین پاکستان کی روح اور تقاضوں کے منافی ہے۔ پاکستان میں بسنے والی بیشتر اقلیتیں اپنے ناموں اور شناخت کے حوالے سے جداگانہ پہچان رکھتی ہیں لیکن ہمارے آئین کی رو سے قرار دی گئی ایک اقلیت اپنے ناموں اور عمومی پہچان کے حوالے سے بظاہر مختلف تشخص نہیں رکھتی اس لیے ایک سنگین آئینی مسئلہ جنم لیتا ہے اور وہ بآسانی اپنے ناموں کی وجہ سے اپنے عقیدہ کو مخفی رکھ کر مسلم اکثریت میں شامل ہو جاتے ہیں اور اعلیٰ اور حساس مناصب تک رسائی حاصل کر کے ریاست سے فوائد سمیٹتے رہتے ہیں۔ اسلامیات کا مضمون بڑھانے کے لیے اساتذہ کے لیے مسلمان ہونا لازمی شرط قرار دیا جائے۔ اس صورت حال کا تدارک اس لیے ضروری ہے کہ بعض آئینی عہدوں پر کسی غیر مسلم کی تقرری یا انتخاب ہمارے دستور کے خلاف ہے۔ چونکہ پارلیمنٹ کی رکنیت سمیت اکثر

محکموں کے لیے اقلیتوں کا خصوصی کوڈ بھی مقرر ہے اس لیے جب کسی بھی اقلیت سے تعلق رکھنے والا شخص اپنا اصل مذہب اور عقیدہ چھپا کر خود کو فریب کاری کے ذریعے مسلم اکثریت کا جزو ظاہر کرتا ہے تو دراصل وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے الفاظ اور روح کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اس خلاف ورزی کو روکنے کے لیے ریاست کو ضروری اقدامات کرنے کی ضرورت ہے فیصلے میں مزید کہا گیا ہے کہ ختم نبوت کا معاملہ ہمارے دین کی اساس ہے اور اس اساس کی حفاظت اور نگہبانی ہر مسلمان پر لازم ہے پارلیمنٹ انتہائی معتبر ادارہ ہونے اور ملک پاکستان کے عوام کی ترجمان ہونے کی حیثیت اس اساس کی پاسبان ہے اس ضمن میں پارلیمان سے بھرپور بیداری اور حساسیت کی توقع رکھنا مسلم اکثریت کا حق ہے ختم نبوت کے بنیادی عقیدے کے تحفظ کے لیے پارلیمنٹ کو ایسے اقدامات پر بھی غور کرنا چاہیے جن کے ذریعے اس عقیدے پر ضرب لگانے والوں کی سازشوں کا مکمل سدباب ہوسکے۔ ''نبی مہربان ختم المرسلین ﷺ اور ان کے بعد کوئی شخص جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا، خائن اور دائرہ اسلام سے خارج ہے'' کو آئین کے اعلامیہ کے طور پر بھی پڑھا جانا چاہیے۔ پارلیمان اس معاملہ پر غور کرنے کی مجاز ہے۔ فیصلے میں کہا گیا ہے کہ یہ امر خوش آئند ہے کہ قانونی سقم سامنے آتے اور غلطی کا احساس ہوتے ہی پارلیمنٹ نے اجتماعی دانش کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس معاملے پر بھرپور حساسیت کا مظاہرہ کیا اور متذکرہ قانون کو بادی النظر میں آئینی تقاضوں سے ہم آہنگ کیا ایسے معاملات اسی حساسیت اور یکجہتی کا تقاضا کرتے ہیں سینیٹر راجہ ظفر الحق نے ایک منجھے ہوئے قانون دان اور تجربہ کار پارلیمنٹرین کی حیثیت سے اپنی سربراہی میں قائم کمیٹی کی جانب سے انتہائی اعلیٰ رپورٹ مرتب کی جس میں معاملے کے تمام پہلوؤں کا انتہائی جامعیت، دیانت داری اور دانشمندی کے ساتھ احاطہ کرتے ہوئے منفی تاثرات کو زائل کیا ...... اب یہ پارلیمان پر منحصر ہے کہ وہ اس معاملہ پر مزید غور یا اجتناب کرے۔ فیصلے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ریاست کے لیے لازم ہے کہ سوادِ اعظم کے حقوق۔ احساسات اور مذہبی عقائد کا خیال رکھے اور ریاست کے آئین کے ذریعے قرار دیئے گئے ریاست کے مذہب اسلام کے مطابق اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کا اہتمام کرے۔ ان اقدامات کا مقصد معاشرے کو انتشار سے بچانا اور آئینی تقاضوں کے مطابق جداگانہ مذہبی شناخت رکھنے والی

تمام اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرنا بھی ہے جو پاکستان کا شہری ہونے کے ناطے انہیں حاصل ہیں.....
فاضل عدالت نے مولانا اللہ وسایا، یونس قریشی وغیرہ، تحریک لبیک یا رسول اللہ اور سول سوسائٹی کی درخواستیں منظور کرتے ہوئے مذکورہ احکامات جاری کیے ہیں۔ (روزنامہ جنگ، راولپنڈی 10 مارچ 2018ء)

محترم قارئین! علماءِ امت اور ان کی قیادت میں امتِ مسلمہ کی طویل جدوجہد اور قربانیوں کے نتیجہ میں 1974ء مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکار دائرہ اعلام سے خارج قرار دیئے گئے۔ باوجود اس کے مرزائی اہم ترین اداروں کے مناصب تک پہنچ گئے۔ اس تناظر میں جسٹس شوکت صدیقی کا مذکورہ فیصلہ ان سمیت پوری امت کے ایمانی جذبوں کا عکاس اور وقت کی اہم ضرورت ہے۔ پارلیمنٹ کو چاہیے کہ اب وہ اس معاملے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اپنا کردار ادا کرے اور اس فیصلے کی روشنی میں آئین سازی کرے تاکہ کوئی مرزائی اپنی شناخت چھپائے ہوئے کسی اہم عہدے پر فائز ہو کر ملکی سلامتی کے لیے خطرہ نہ بن سکے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ موجودہ پارلیمان جاتے جاتے یہ کارنامہ سرانجام دے دے تو حالیہ پارلیمانی مدت کا خاتمہ بالخیر ہو جائے گا جو ان کے حق میں آئندہ الیکشن کے حوالہ سے نیک شگون ثابت ہوگا۔ ان شاء اللہ

## عدم برداشت کا بڑھتا ہوا رجحان

مؤرخہ 11 مارچ بروز اتوار جامعہ نعیمیہ لاہور کی خصوصی دعوت پر سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف ایک سیمینار سے خطاب کرنے وہاں پہنچے۔ جونہی وہ سٹیج پر آئے ایک شخص نے ان پر جوتا پھینکا۔ اس کے دو ساتھی بھی وہاں موجود تھے۔ دوسرے کا نشانہ خطا ہو گیا۔ جبکہ تیسرا پھینکنے والا ہی تھا کہ تینوں کو سکیورٹی اہلکاروں نے پکڑ لیا۔ یاد رہے کہ وہ مخصوص مذہبی نعرے بھی لگا رہے تھے۔ اس واقعہ سے قبل مسلم لیگ (ن) کے دو اہم رہنماؤں میں سے وزیر خارجہ محمد آصف پر ایک نوجوان نے سیاہی پھینکی جو ان کے چہرے اور کپڑوں پر گری، وزیر داخلہ احسن اقبال نارووال میں مسلم لیگ (ن) کے ورکرز سے خطاب کر رہے تھے کہ اچانک ایک نوجوان نے ان کی طرف جوتا پھینکا جو ان کے ہاتھ پر لگا۔ اگر جوتا پھینکنے کی اس روایت کا قلع قمع نہ کیا گیا تو پھر کوئی بھی سیاسی رہنما بچ نہیں پائے گا۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب میاں نواز شریف کی طرف جوتا پھینکا گیا تو اس سے کچھ ہی دیر بعد تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان کو فیصل آباد میں مرزا محمد رمضان نامی شخص نے جوتا مارنے کی کوشش کی جسے قابو کر کے

پولیس کے حوالے کردیا گیا۔ مرزا رمضان نے یہ عمل کیوں کیا؟ اس کے اپنے بیان کے مطابق کہ " مجھے پنجاب کے وزیر قانون کے داماد نے کہا تھا کہ ہم نے عمران خان سے بدلہ لینا ہے...... صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان نے کہا ہے کہ اگر عمران خان نے یہ بیان دیا ہے کہ نواز شریف کو جوتیاں صحیح پڑ رہی ہیں تو وہ بھی تیار ہو جائیں میں نے جنرل بات کی تھی اب عمران خان نے جو کلچر شروع کیا ہے وہ ہر طرف جائے گا۔ جوتا کلب میں ٹاپ نمبر پر شیخ رشید کے نام کے حوالے سے سوال پر انہوں نے کہا کہ مجھے پتہ لگا ہے کہ میری بات پر پنڈی کا شیطان بڑا تلملایا ہے جس کی مجھے خوشی ہے کہ چوٹ صحیح جگہ لگی ہے۔ (جنگ پنڈی مؤرخہ 16 مارچ)

وزیر قانون کا بیان آگ پر تیل ڈالنے کے مترادف ہے وہ وزیر قانون ہیں قانون کے دائرہ میں رہ کر انہیں بیان دینا چاہیے کیونکہ انتہا پسندی کی موجودہ لہر گزشتہ چند سالوں کے دوران سیاسی اور مذہبی دھرنوں، غیر محتاط تقریروں اور بیانات کا نتیجہ قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ موجودہ حالات میں ملک کا سیاسی اور مذہبی کلچر اس طرح کے بیانات کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ سیاست میں اختلاف رائے شائستگی کی حدود میں رہنا چاہیے ہمارا مذہب بھی اپنے پیروکاروں کو اعتدال اور میانہ روی کا سبق دیتا ہے جس سے انحراف کا راستہ تشدد اور تباہی کی طرف جاتا ہے۔

## حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں، جنہوں نے حضرت جبرائیلؑ کو ان کی اصل شکل میں دیکھا۔ (خزینہ معلومات)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ وہ واحد خوش نصیب صحابی اور حضور ﷺ کے چچا ہیں، جنہیں اللہ کے پیارے پیغمبر نے سید الشہداء کا لقب عطا فرمایا تھا۔ (سیرت کوئز)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یہ سب سے پہلے شہید صحابی ہیں، جن کی نماز جنازہ حضور ﷺ نے پڑھائی تھی۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یہ واحد حضور ﷺ کے چچا ہیں، جو آپ کے رضاعی بھائی بھی ہیں، دونوں نے حضرت ثوبیہ کا دودھ پیا تھا (خزینۃ الاسرار)

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ یہ وہ واحد حضور ﷺ کے چچا ہیں، جن کا جگر ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے اپنے دانتوں سے چبا ڈالا (خزینۃ الاسرار)

فیوضاتِ مظہرؒ

# صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قرآنی و ایمانی صفات

قائد اہل سنت وکیلِ صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ☆

| درسِ قرآن: مدنی مسجد چکوال۔ ۷ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ/۱۳ فروری ۱۹۸۱ء | ضبط و ترتیب: ماسٹر منظور حسین |
| --- | --- |

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ○ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

ترجمہ: ”اور مضبوطی سے پکڑو اللہ کی رسی کو سب اکٹھے، اور جدا جدا نہ ہو، اور یاد کرو تم اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی جبکہ تھے تم آپس میں دشمن، اللہ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا، تمہارے دلوں میں الفت اور محبت پیدا کردی، پھر ہوگئے تم اس کی نعمت، اس کے فضل سے بھائی بھائی اور تھے تم اوپر دوزخ کے گڑھے کے کنارے، پھر اللہ نے اس سے تم کو بچالیا۔ اسی طرح اللہ کھول کھول کر اپنی آیتیں، نشانیاں، بیان کرتے ہیں تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو لوگوں کو خیر و نیکی کی طرف بلاتی رہے۔ اور وہ لوگ نیک کام کا حکم دیتے رہیں اور برائی سے روکتے رہیں۔ ایسے لوگ ہی ہیں فلاح پانے والے۔ اور مت ہو تم ان لوگوں کی طرح جو ٹکڑے ٹکڑے، جدا جدا ہوگئے، اور اختلاف کیا انھوں نے اس کے بعد کہ ان کے پاس اللہ کی واضح دلیلیں آچکی تھیں، اور ایسے لوگوں کے لیے عذاب بہت بڑا۔“ (پ ۴، سورۃ آل عمران، آیات ۱۰۳ تا ۱۰۵)

---

☆ بانی تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان، خلیفۂ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

○...... برادرانِ اہلسنت والجماعت! گزشتہ اجلاس میں بھی یہی آیتیں بیان کر کے ان کی کچھ تشریح عرض کردی تھی۔ یہ قرآنِ مجید کا درس ہے اور اللہ کا قرآن ہی دراصل دین کی بنیاد ہے، جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ تو یہاں مضمون چلا آرہا ہے، اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو گویا ایک حکم دیتے ہیں، ہدایت فرماتے ہیں، جس میں ایک کا تعلق تو انفرادی اصلاح سے ہے، کہ ہر مومن، مسلم جو ہے، وہ اپنے اسلام کے لیے زندگی گزارے کیونکہ ہر ایک سے اس کے اعمال کے متعلق پوچھا جائے گا، یہ یاد رکھو! کہ سب سے پہلے اپنی اصلاح ہوتی ہے، اپنی اصلاح کو جو لوگ نظر انداز کر دیتے ہیں خواہ وہ ساری دنیا کو وعظ، تقریر سناتے رہیں لیکن وہ خود محروم رہتے ہیں، توجہ نہیں ہوتی، اس لیے سب سے مقدم ہے اپنی اصلاح، اپنی نجات۔ اس کے ساتھ اللہ توفیق دے تو دوسروں کو بھی اسی راستے پر چلانے کی کوشش کرے۔ اس لیے فرمایا: یایھا الذین امنوا حق تقاتہ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، جس طرح حق ہے، یعنی کوشش تم یہی کرو۔ اور تمہاری موت اس حالت میں آئے کہ تم مسلمان ہو، اسلام پر اور اللہ کی اطاعت پر موت ہو، تو جب بندہ کوشش کرے گا، اور روزانہ حسب موقع اللہ کا حکم مانے گا، تو جب بھی اس کی موت آئے گی تو اسلام ہی پر آئے گی، رات کو نماز پڑھ کر سویا ہے دل میں یہ ارادہ ہے کہ صبح کی نماز ان شاء اللہ پڑھوں گا۔ رات کو اگر موت آگئی تو اسلام پر ہے، کیونکہ نماز پڑھ چکا ہے آئندہ نماز پڑھنے کا ارادہ ہے، اور ایک آدمی ہے کہ جس کو نماز کی فکر ہے ہی نہیں، تو اس کی موت بھی آئے گی یا نماز نہیں پڑھی، فرض ترک کیا یا آئندہ کا ارادہ نہیں تھا، یہ تو فرض کی مثال ہے ناں، ذکر کر کے سویا ہے، درود شریف پڑھ کر سویا ہے۔ قرآنِ مجید کی تلاوت کر کے سویا ہے، موت آگئی تو پھر عبادت پر آئی، بندہ ہر وقت اس کوشش میں رہے کہ نیکی مجھ سے ہو۔ تو پھر اللہ کی رحمت بھی ہوتی ہے، کچھ پتہ ہے کہ ہماری زندگی کتنی ہے؟ تو اصل چیز دین ہے، تو ہر آدمی یہی کوشش کرے کہ گناہوں سے بچوں، نیک عمل کی توفیق ہو۔ اللہ تعالیٰ تو ارحم الراحمین ہیں، بندے کا ارادہ، خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ توفیق دیتے ہیں۔

○...... اب دوسری بات جو ہے کہ ہر مسلمان اپنی جگہ نیکی کرے، اسلام کی پابندی رکھے لیکن شکل جماعتی ہو۔ سب اکٹھے اسلام کی رسی کو پکڑو، کیونکہ جماعت میں طاقت ہوتی ہے اور یہ فطری اصول ہے، ہزار آدمی مل کر چلیں، دین کی حفاظت، نصرت کریں تو وہ طاقت ہوگی، لاکھ ہو جائیں اور بڑھ جائے گی، کروڑ ہو جائیں اور بڑھ جائے گی تو یہ فطری اصول ہے، اس لیے نبی کریم ﷺ

کی حدیث ہے۔ "ید اللّٰہ علی الجماعۃ" اللہ کی رحمت اور مدد کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ جماعت سے مراد یعنی جو نیکی کے لیے کام کرتی ہو، پارٹی یا جماعت وہی ہے کہ جو نیکی کے لیے اکٹھی ہو، نیکی کے لیے مل جل کر کام کرے، تو اس لیے فرمایا:

○...... "وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا" "سب اکٹھے مل کے اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑو۔ اللہ تعالیٰ مثالوں سے سمجھاتے ہیں ناں کہ ایک رسّی ہے سب پکڑ لو۔ سارے اسی کے ساتھ وابستہ ہو جاؤ، تو سب کا ایک رسی سے تعلق ہو جائے گا۔ چھوڑ دو تو علیحدہ علیحدہ ہو کر بکھر جاؤ گے۔ اللہ کی رسّی سے مراد کیا ہے؟ اللہ کا دین ہے، قرآن ہے، حدیث ہے۔ اس میں سارا وہی دین ہے جس رسّی کو پکڑ کے تم اللہ تک پہنچ سکتے ہو، ساری جو بنیاد ہے عقیدے کی، اصول کی، وہ سب اس رسّی سے مراد ہیں، یعنی اس کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ تو جب تم سب ایک عقیدے پر ہو گے، تو سب ایک جماعت ہوگی اور جدا جدا نہ ہو۔ کیونکہ رسّی کو پکڑے رکھو گے تو جدا نہیں ہو گے، چھوڑ دو گے تو جدا ہو جاؤ گے، طاقت تمہاری کمزور ہو جائے گی۔ تو نیکی کو بھی مل کر جماعتی قوت سے آگے بڑھاؤ۔

○......تو یہ دو حکم ہیں ایک انفرادی، ایک جماعتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اندر یہی تھا کہ جو نبی کریم ﷺ سے وابستہ ہو گئے یعنی حضور ﷺ کی صحبت کا فیضان حاصل ہو گیا تو ان کی ساری زندگی، اسلام کے لیے تھی۔ وہ مقام تو کسی کو نہیں مل سکتا لیکن راستہ تو وہی ہے ناں؟ جس طرح میں کئی دفعہ عرض کر چکا ہوں کہ جس طرح نبوت ختم ہے اسی طرح صحابیت بھی ختم ہے، یہ سمجھو تنی! ہماری غفلت کی حد ہے، اور اسی غفلت کا نتیجہ ہے، فتنے پھیل رہے ہیں۔ جس طرح نبوت ختم ہے، صحابیت بھی ختم ہے، یعنی جس طرح نبوت خاص ایک وہبی نعمت ہے اللہ اپنے خاص بندوں کو دیتا ہے، ہر ایک کو نہیں دیتا۔ تو صحابی ہونا بھی خاص نعمت ہے کہ اب قیامت تک کوئی صحابی بھی نہیں ہو سکتا، کتنا بڑا درجہ ہے؟ کیونکہ صحابی صرف وہ ہے جو رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دیدار کر کے فیض یاب ہو۔ حضور ﷺ کے بعد وہ منصب ختم ہے۔ اندازہ کرو! کہ یہ وہ شرف ہے کہ جو کسی ولی کو، غوث قطب کو نصیب ہی نہیں ہو سکتا۔ سوچنا تو چاہیے کہ وہ تو وہ ہستیاں ہیں کہ حضور ﷺ کا دیدار کر کے فیضیاب ہوئی ہیں، تمہیں کہاں کہاں سے اسلام ملا؟ تمہارا ہمارا کیا حق ہے کہ ان پر اعتراض کریں؟ اگر ہر آدمی خود سوچے کہ صحابہؓ کی شان کیا ہے؟ تو وہ طعن و اعتراض کرنے سے توبہ کریں، اصل یہ ہے کہ آج صحابہ کی شان سمجھنا سمجھانے کا مسئلہ ہی ختم ہے، ورنہ لوگ کیوں گمراہ ہوتے؟ اگر ہر وقت یہ تبلیغ ہوتی تو ہر شخص سمجھتا کہ صحابہ کیا ہیں؟ تو کوئی سوچ ہی نہ سکتا کہ

حضرت عثمانؓ پر وہ اعتراض کرے کہ جو خود چودہ سو سال کے بعد ایک پیدا ہونے والا لیڈر ہو؟ یہ سب ہماری تبلیغ کی کمزوری ہے، ورنہ پہلے یہ فتنے کیوں نہیں ہوتے تھے؟ صحابہؓ کی عظمت ہے ہی ایسی کہ تنقید اعتراض ختم۔

○...... تو یہ صحابہ کرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے خطاب فرمایا ہے کہ تم اپنی محنت بھی کرو کہ اسلام پر موت آئے اور مل کر اللہ کی رسی اسلام کو پکڑو، یہ تعلیم سب سے پہلے ہے صحابہ کو، کیونکہ سب سے پہلے تو ربّ نے ان کو تعلیم دینی ہے، اور انہوں نے عمل بھی کیا اور اس کی دلیل سمجھو! کوئی کہے کہ اللہ نے تو حکم دے دیا لیکن صحابہ کرامؓ نے نعوذ باللہ اللہ کی رسی کو مضبوط نہیں پکڑا، چھوڑ دیا؟۔ آگے دلیل ہے کہ انہوں نے اللہ کی رسی چھوڑی نہیں۔ وہ دلیل کیا ہے؟ ''فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا'' اللہ کی نعمت یاد کرو جو تم پر اللہ کی ہے کہ تم آپس میں دشمن تھے، یہ اسلام سے پہلے کی تاریخ ہے، کیونکہ دین نہ ہو ناں تو آدمی لڑتا ہی ہے، جنگجو قوم ہے ناں، اسلام سے پہلے تو لڑائی ہی تھی، عرب بہادر، جنگجو قوم تھی، اوس وخزرج مدینہ میں، یا قریش کی قومیں مکہ میں ہوتیں، یہ گویا قرآن نے ایک اسلام سے پہلے کی تاریخ بیان فرما دی کہ ''تم تھے دشمن مان لو''۔ فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ۔

○...... پھر اللہ نے تمہارے دلوں کے اندر الفت ڈال دی، پہلے دشمنی تھی، بغض عناد تھا، اب اسلام آیا، ایمان کا نور آ گیا، وہ ذاتی دشمنی تو ختم ہوگئی، ہر کام اللہ کی طرف سے ہوتا ہے لیکن یہ اسلام میں خصوصیت سے جو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا۔ یہ اللہ کا ہی کام ہے ناں؟ خبر دے دی کہ اللہ نے اب تمہارے دلوں کو جوڑ دیا، تمہارے دلوں میں محبت پیدا کی، کس نے پیدا کی؟ گویا صحابہ کے دلوں میں اللہ نے محبت ڈال دی، واقعات سنو تو حیران ہو کہ وہ کیا محبت تھی؟ ''رحماءُ بینهم'' کے مصداق تھے، کسی اور کتاب کے پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ نے فرمایا تمہارے دلوں کو جوڑ دیا، اگر پہلے تمہاری کوئی دشمنی تھی بھی، وہ اللہ نے ختم کر دی، تو کیا یہ اسی لیے فرمایا کہ آئندہ پھر اسی طرح دشمن بننے والے تھے؟ پھر تو یہ نعمت نہیں؟۔ ''فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ'' اللہ کی نعمت کو یاد کرو، معلوم ہوا کہ یہ نعمت ہمیشہ تک کے لیے ہے، جس طرح شیعہ کہتے ہیں کہ آج دوست بن گئے کل پھر دشمن بن گئے، تو اللہ نے پھر یہ قرآن مجید میں کس لیے لکھوایا؟ ''فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا'' پھر اس کی نعمت، فضل سے تم بھائی بھائی بن گئے، سبحان اللہ! ''المؤمنین اخوةٌ'' دوسری جگہ فرمایا مومن بھائی بھائی ہیں۔ وہ تو ہے ناں بھئی! بھائی بھائی ہیں،

ہونا چاہیے۔ اب ان کے سینوں میں ایسے ایمان تھا کہ بھائی بھائی بن گئے، "فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا" اللہ نے محبت ڈال دی تمہارے دلوں میں، اور دلی ایمان، محبت سے تم مومن بھائی بھائی بن گئے، اللہ تعالیٰ نعمت کے طور پر ذکر فرما رہے ہیں اور یہ صحابہ کرامؓ کی خصوصیت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتے ہیں۔

○...... اس لیے ہمارے حضرات فرماتے ہیں کہ اگر کسی وجہ سے صحابہ کرامؓ کا آپس میں کچھ الجھاؤ ہوا بھی ہے تو وہ بھی دلی ایمانی محبت کے تقاضے سے ہوا ہے، عداوت، دشمنی کی وجہ سے نہیں ہوا۔ یہ سمجھ لو۔ کیونکہ مودودی، شیعہ یا خارجی وہ واقعات پیش کرتے ہیں، اسی لیے آخر میں سب کی صلح ہوگئی۔ حضرت امامِ حسن رضی اللہ عنہ نے اللہ کی توفیق سے اس طرح صلح کی کہ اپنی خلافت بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کردی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور ان کی خلافت میں دس سال زندگی گزاری، معلوم ہوا کہ جو پہلے درمیان میں مشاجرات یا جھگڑے ہوئے تھے ان کی بناء بغض نہیں تھا، خواہ غلط فہمی تھی، خواہ اجتہادی غلطی تھی، آخر ان کی مصالحت کی جو شکل اللہ نے پیدا کی ہے، یہ دلیل ہے کہ وہ بھائی بھائی تھے، نہ اسلام و کفر کا جھگڑا ہے، نہ حق باطل کا جھگڑا ہے، ورنہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کو ان کے حوالے کرتے؟ تو صحابہ کرامؓ کی صفائی واقعات میں بھی اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ شیعہ، خارجی تو اب بھی لڑائی ڈالتے ہیں، مقصد دونوں کا ایک ہے، دھڑے دونوں بناتے ہیں کہ نہ؟ محمود احمد عباسی کہتا ہے کہ "حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت تو نمایاں تھی۔" اب بتاؤ! یہ شیعوں کا عقیدہ ہے یا سنیوں کا؟ شیعوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے یا اہلسنت کو؟ یہ تو شیعوں کی مدد کرنا ہے کہ دشمن بنالیے آپس میں۔ سادہ آدمی پھنس جاتے ہیں۔

○...... "وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا" "تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے اللہ نے بچالیا۔ جو میں دلیل دے رہا تھا ناں کہ اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑا، دلیل یہ ہے کہ رسی کو نہ پکڑتے تو جہنم سے کیسے بچتے؟ رسی کو مل کر نہ پکڑتے، تو آپس میں الفت محبت کیوں قائم ہوتی؟ الفت پیدا کردی، الفت وہی ہے کہ ایک رسی کو پکڑ لیا۔ ایک رستے پر چل دیئے۔ پھر اللہ نے نتیجہ بتا دیا کہ اگر یہ اسلام کی نعمت یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت نصیب نہ ہوتی تو موت کے بعد وہ سب کے لیے جہنم ہی تھا ناں؟ اللہ نے اُس سے بچالیا، تو اللہ نے جو بچانے کا اعلان فرمایا اس لیے کہ میں کل پھر گرادوں گا؟ (معاذ اللہ) یہ دلیل ہے کہ اللہ نے دوزخ کے کنارے سے تم

سب کو بچالیا۔ ایمانی محبت پیدا کردی، ایمانی محبت اسی لیے پیدا ہوئی کہ اللہ کی رسّی کو چھوڑا نہیں۔

○...... "كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ" "اسی طرح اللہ کھول کھول کر اپنی نشانیاں بتاتے ہیں تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

ان ساری آیتوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ صحابہ کرامؓ کو انفرادی اصلاح کا بھی حکم دیا، جماعتی کام کا بھی حکم دیا۔ اب یہ بات کہ انہوں نے کیا یا نہیں کیا؟ اور بھی آیات ہیں، جن میں ہے کہ اللہ ان سے راضی ہوگیا، یہاں یہ ہے کہ تم پہلے ایسے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی، معلوم ہوا کہ صحیح ایمان نصیب ہوا، پھر تم دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تھے، اللہ نے تم کو بچا لیا، معلوم ہوا کہ انہوں نے رسی کو پکڑا اس لیے جنت کی طرف اللہ ان کو لے گئے۔ آگے جو "کنتم خیر امۃ" آیت آئے گی اس میں تو اللہ تعالیٰ کا اقرار ہے کہ تم سب سے بہتر جماعت ہو۔ اب گویا صحابہ سب سے بہتر جماعت ثابت ہوگئی۔ "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" ان کی خاص صفت ہوگئی، رسّی کو مضبوط پکڑنے والے ہوگئے۔

○...... آج لوگ کہتے ہیں ایک ہوجاؤ، اتحاد کرو؟ اتحاد تو ٹھیک ہے، لیکن ایک ہوں کس بنیاد پر، کس رستے پر؟ کس رسّی کو پکڑ کر ایک ہوں؟ یہ کوئی نہیں پوچھتا، او خدا کے بندو! وہ اللہ کی رسّی تو پہلے دکھلاؤ، وہ کونسی رسّی ہے؟ اتحاد کا یہ معنیٰ ہے کہ اصولِ دین میں اتحاد ہو۔ اللہ کی رسّی کو صحابہ نے پکڑا، اب اللہ کی رسّی کو وہ پکڑنے والا ہے جو صحابہ کا پورا عقیدت منداور ان کو معیارِ حق سمجھے گا، وہ بھی اُسی رسّی سے چمٹے گا جو صحابہ کا نہیں وہ اسی رسّی کا نہیں۔ اصولِ دین کے ساتھ منسلک نہیں ہے تو اللہ کی رسّی کو چھوڑنے والا ہے، اللہ کی رسّی کو پکڑنے والا نہیں، تو یہ آیتیں دلیل ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے اللہ کی رسّی کو پکڑا۔ جو صحابہ کی پیروی کرے گا وہ گویا اس اللہ کی رسّی کو پکڑنے والا ہے، جو صحابہ کی پیروی نہیں کرتا، معیارِ حق نہیں سمجھتا، منکر ہے، وہ بالکل ہزار قسمیں کھائے کہ میں قرآن کے ساتھ منسلک ہوں، ہو نہیں سکتا؟ اللہ سمجھ دے عمل کی توفیق نصیب ہو۔

## دعائے مغفرت

(گوجرانوالہ) جامع مسجد فضل کے خطیب حضرت مولانا ابرار احمد صاحب، حضرت مولانا نورحسین عارف صاحب مدظلہ کے بڑے بھائی قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں۔ قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

چراغ ہدایت

# ارشادات وکمالات

| ماخوذ از مکتوبات | عنوان وترتیب |
|---|---|
| شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ | حضرت مولانا رشید الدین حمیدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ |

## قبولیت نماز اور صحت نماز میں فرق

قبولیت نماز اور چیز ہے اور صحت نماز اور چیز ہے۔ صحت نماز موقوف ہے نماز کے شرائط، فرائض اور واجبات کے ادا کرنے پر، موانع صحت، مثل نجاست ظاہری حدث وغیرہ کے دور کردینے پر، اس صورت میں نماز صحیح ہو جائے گی۔ اور شریعت کا ادائے فریضہ کا مطالبہ ساقط ہو جائے گا۔

قبولیت نماز خداوند کریم کے فضل وکرم پر موقوف ہے، ممکن ہے نماز بالکل صحیح اور مکمل ادا کی جائے، لیکن اس بے نیاز مالک الملک کی بارگاہ عالی میں قبولیت کا شرف حاصل نہ ہو اور ممکن ہے کہ اکرم الاکرمین کسی ناقص سے ناقص نماز کو اپنی بارگاہ میں ہزاروں اور کروڑوں مکمل نمازوں سے بڑھا دے۔ مگر حسب حکمت ورحمت عادت خداوندی یہی ہے کہ اگر بندہ نے اپنی سکت بھر تمام شروط و ارکان وغیرہ کی رعایت کی ہو اور جان بوجھ کر کوئی خلل نہ ڈالا ہو تو اس کو ضرور قبول فرماتا ہے۔

صحت نماز کے لیے حضور قلب کا ادنیٰ درجہ شرط ہے اور وہ یہ ہے کہ کم از کم رکن میں خیال ہو کہ نماز ادا کر رہا ہوں اور اپنے آقا و مالک کی اطاعت بجا لا رہا ہوں۔ اس سے زیادہ حضور قلب کمال نماز اور اس کو اچھا کرنے کے لیے شرط ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج۔۴ ص ۱۷)

## نماز میں وساوس کا آنا مفسد صلوٰۃ نہیں

نماز میں خطرات و وساوس اور احادیث نفس کا آنا مفسد نہیں۔ البتہ اگر وساوس اختیار اور ارادے سے ہوں تو نقصان پیدا کرتے ہیں۔ بہرحال ایسی نمازیں جو کہ شرعی نقطۂ نظر سے صحیح ہوئیں ان کا اعادہ واجب نہیں۔ کوشش کرنی چاہیے کہ خیالات نہ آئیں اور جب آئیں تو اس کو دفع کردیں اور تصور کریں کہ میں ایک شہنشاہ کے سامنے کھڑا ہوں، جو کہ دلوں کو دیکھ رہا ہے۔ میرے قلب کی

باتوں پر مطلع ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج۔۳،ص ۱۷)

## وساوس اور خطرات کو دور کرنے کے لیے عمل

سورہ ناس شام یا صبح کو روزانہ ایک تسبیح معنیٰ کے خیال کے ساتھ پڑھ لیا کریں۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج۔۳،ص ۱۷)

## ناپاکی کی حالت میں نماز پڑھنا سخت جرم ہے

ناپاکی کی حالت میں آپ نے جو نمازیں پڑھائیں اس میں آپ سخت جرم کے مرتکب ہوئے ہیں یہ اللہ تعالیٰ پر انتہائی جرأت ہے۔ آپ کو ہرگز ہرگز جان بوجھ کر ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کے سامنے روئیے اور پشیمانی ظاہر کر کے معافی طلب کیجیے اور آئندہ کبھی بھی ایسا نہ کیجیے۔ چاہے کتنی بھی شرم محسوس ہوتی ہو۔ اثنائے نماز میں ناپاکی کا علم ہو جائے یا وضو ٹوٹ جائے تو فوراً نماز توڑ دیجیے اور مقتدیوں سے کہہ دیجیے کہ میری نماز ٹوٹ گئی تم نماز پڑھ لو۔ دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے سامنے ہیچ ہے۔ اللہ کی رحمت پر بھروسہ کر کے مایوس نہ ہوئیے۔ مگر اس قہار و جبار کی پکڑ اور اس کے غیظ وغضب سے بھی کبھی مطمئن نہ ہوئیے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج۔۳،ص ۱۸)

## ایامِ بلوغ کے بعد قضا شدہ نمازوں کی ادائیگی کا طریقہ

ایام بلوغ کے بعد جو نمازیں قضا ہوئیں ہیں یا جو نمازیں فاسد ہوگئی ہیں۔ ان کا اندازہ کیجیے۔ اور زیادہ سے زیادہ مقدار اعتبار کر کے ان کو پڑھیے۔ مثلاً آپ کا اندازہ ہے کہ ایسی نمازیں کم از کم دو برس کی پنج وقتہ مجموعی طور پر ہو سکتی ہیں، تو زیادہ سے زیادہ تین برس کی نمازیں قضا کیجیے۔ تاکہ بالیقین بغلبۂ ظن ذمہ سے فارغ ہو جائے اگر ہر روز پانچ فرائض مع وتر پڑھ لیا کریں تو ایک سال میں ایک سال کی نماز کی قضا ہو جائے گی۔ روزانہ پانچ وقتوں کی قضا کی ایک صورت یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ ایک قضاء بھی پڑھ لی جایا کرے۔ خواہ فرض سے پہلے یا بعد کو یا یہ کہ ایک وقت میں پانچوں نمازیں یا کم وبیش پڑھا کریں۔ (مکتوب شیخ الاسلام ج۔۳،ص ۲۱)

## قضا نمازوں کی نیت کا طریقہ

نیت کی صورت یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ قضا واجب ہونے والی ظہروں میں کی آخری ظہر پڑھتا

ہوں اسی طرح عصر میں کہا جائے کہ جتنی عصر کی نمازیں مجھ پر قضا واجب ہیں ان کی آخری عصر پڑھتا ہوں۔ اسی طرح مغرب عشاء اور وتر اور فجر۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بجائے آخری کے پہلی کہا جائے کہ جتنی ظہر کی نمازیں مجھ پر بطور قضا واجب ہیں، ان میں سے پہلی نماز پڑھتا ہوں اور اسی طرح ہر نماز میں کہا جائے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اس تقصیر کی معافی طلب کرتے رہیں۔ (مکتوب شیخ الاسلام ج۔۴، ص۲۲)

## قضا صرف فرض اور وتر کی ہوگی

قضاء نمازوں میں سنتوں اور نوافل کی قضا نہ ہوگی صرف فرض اور وتر کی ہوگی۔ قضاء نماز میں اذان اور اقامت نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی جماعت کی ایک وقت ایک ہی دن کی سب کی نماز قضا ہوجائے تو وہ باجماعت واقامت اور اذان پڑھ سکتے ہیں۔ اور یہ افضل وسنت ہے واجب نہیں۔ بآواز بلند صرف جہریہ کی قضا میں پڑھ سکتے ہیں، مگر واجب نہیں۔ (مکتوب شیخ الاسلام ج۔۴، ص۲۲)

## لڑکے اور لڑکی پر نماز کب واجب ہوتی ہے؟

لڑکے اور لڑکی پر نماز بلوغ سے واجب ہوتی ہے۔ بلوغ کی پہچان احتلام ہونا ہے یا بیوی کو حاملہ کر دینا اور یہ دونوں چیزیں نہ معلوم ہوں تو پندرہ برس کی عمر کا اعتبار ہوگا۔ عورت میں بلوغ کی علامت حیض کا آنا یا احتلام کا ہونا یا حاملہ ہوجانا ہے اور چیزیں نہ ہوں تو پندرہ برس پورے ہوجانے کافی ہیں۔ اسی وقت سے تمام احکام شرعیہ لڑکے اور لڑکی پر واجب ہوجائیں گے۔ (مکتوب شیخ الاسلام ج۔۴، ص۲۲)

## بخشش قرآن کا طریقہ

بخشش قرآن میں اختیار ہے جس کو چاہیں بخشیں جس کا نام لے گا اس کو ثواب پہنچے گا۔ اگر چند آدمیوں کا نام لے گا تو تقسیم ہو کر حصہ رسد پہنچے گا۔ (مکتوب شیخ الاسلام ج۔۴، ص۲۲)

## حضور ﷺ کو ثواب بخشنے کا طریقہ

بخشنے والا اگر یہ کہے کہ اس کا ثواب جناب رسول اللہ ﷺ کو پہنچے تو ثواب جناب رسول اللہ ﷺ کو پہنچے گا۔ اور اگر یہ کہا کہ اس کا ثواب حضور ﷺ کے طفیل میں سب مؤمنین اور مؤمنات کو پہنچے تو

قبولیت کی زیادہ امید ہے۔ مگر حضور کو ثواب نہیں پہنچے گا۔ بلکہ پورا ثواب تمام مؤمنین اور مؤمنات میں تقسیم ہو جائے گا۔ بخشنے والے کو قرآن کے ثواب میں اس کا حق نہیں، جب وہ اپنی چیز دے چکا تو ثواب میں اس کا کوئی حق نہیں رہا۔ جن حضرات کو وہ ثواب بخشے گا وہ بارگاہ الٰہی میں اس کے حق میں دعا اور سفارش کریں گے تو ممکن ہے کہ ان کی دعاؤں کی برکت سے اس قدر فائدہ ہو جائے گا کہ جو بخشنے والے کو اصل ثواب میں حاصل نہ ہوتا۔

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۲۳)

## حفاظت اور مدد کے لیے عمل

روزانہ بعد نماز مغرب یا بعد نماز عشاء سورہ لا یلف قریش مع بسملہ ایک سو ایک مرتبہ پڑھ لیا کریں۔ فجر کی نماز کے بعد سات مرتبہ روزانہ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، پڑھا کریں۔ رات کو سوتے وقت آیت الکرسی اور چاروں قل ایک ایک مرتبہ پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر پھونک مار کر ہتھیلیاں چہرہ سر منہ بدن پر پھیر لیا کیجئے، جہاں تک ہاتھ پہنچتا ہو، یہ عمل اسی طرح تین مرتبہ کر کے سویا کیجئے۔ نیز صلوٰۃ الحاجت پر مداوت رکھئے۔ وہ بہت ہی کارآمد چیز ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۲۳)

## ہر امر خیر میں نفس اور شیطان انسان کے دشمن ہیں

نفس اور شیطان انسان کے ساتھ ایسے دشمن ہیں جو کہ ہر امر خیر اور عبادت الٰہی سے روکتے رہتے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: ان اعدی عدوك نفسك التی بین جنبیك الحدیث۔ سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والا دشمن تمہارا نفس ہے جو تمہارے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے۔ ان دونوں دشمنوں کے ہوتے ہوئے یقیناً ہر عبادت اور ہر مفید عمل میں خلل پڑے گا۔ اور ان دونوں کے پسندیدہ کاموں میں مزہ بھی آئے گا اور خوشی بھی ہوگی۔ اس کے برخلاف عقل اور فرشتے انسان کو کار خیر اور مفید امور کی طرف کھینچتے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا گیا قرآن میں: یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ (اللہ اتارتا ہے فرشتوں کو روحوں کی معیت میں جس بندہ پر چاہتا ہے کہ اس کو ڈراؤ میرے سوا کوئی مستحق معبودیت نہیں ہے۔ بس مجھ سے ڈرو)۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۴، ص ۲۴)

احقاقِ حق

قسط:۳

# مشاجرات صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلکِ اعتدال

مولانا مجیب الرحمٰن مدظلہم [ڈیرہ اسماعیل خان]

## (۳) حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی رائے:

علی بن قادم حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ فرمایا:

**ما قتل علیّ احداً إلا کان أولیٰ بالحق منه.** [بغیة الطلب: ۱/۱۹۱، حلیة الاولیاء: ۷/۳۱] حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جس سے بھی لڑائی کی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ اُس کی بنسبت حق کے زیادہ قریب تھے۔

## (۴/۵/۶) امام شافعی و مالک واوزاعی وغیرہم رحمہ اللہ کی رائے:

امام عبدالقاہر جرجانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

**أجمع فقهاء الحجاز والعراق من فریقي الحدیث والرائے منهم مالك والشافعي وابوحنیفة والأوزاعي والجمهور الأعظم من المتکلمین والمسلمین أن علیا مصیب في قتاله لأهل صفین کما هو مصیب فی أهل الجمل، وإن الذین قاتلوه کانوا بغاة ظالمون.** [فیض القدیر: ۶/۴۷۷]

حجاز اور عراق کے فقہاء اور محدثین جن میں سے امام مالک وشافعی وابوحنیفہ واوزاعی ہیں اور جمہور متکلمین مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد کا اِس پر اجماع ہے کہ جنگ صفین وجنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے درست تھی، اور جنہوں نے اُن سے لڑائی کی وہ (صورۃً) باغی اور قصور کرنے والے تھے۔

امام محمد بن اسحاق ابن خزیمہ رحمہ اللہ (متوفی: ۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

**فنشهد أن کل من نازع أمیر المؤمنین علی بن أبي طالب في خلافته فهو باغ، علی هذا عهدت مشائخنا، و به قال ابن ادریس رضي الله عنه.** [العواصم والقواصم فی الذب عن سنة ابی القاسم: ۸/۲۰]

ہم گواہی دیتے ہیں کہ جس نے بھی امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اُن سے لڑائی کی ہے وہ باغی ہے، اسی پر میں نے اپنے مشائخ کو پایا ہے اور امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ احمد بن عبدالحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی: ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

**والمنصوص عن احمد وائمة السلف أنه لايذم احدمنهم، وأن عليا أولى بالحق من غيره.** [منہاج السنة:۱/۵۳۸]

امام احمد اور ائمہ اسلاف رحمہم اللہ سے صراحت کے ساتھ نقل ہے کہ اِن لڑائیوں میں شامل کسی صحابی کی برائی نہ کی جائے، اور یہ بھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ دوسروں کی بنسبت حق کے زیادہ قریب تھے۔

اِس سے ظاہر ہوا کہ ائمہ اربعہ اور اُن کے مذہب کے پیروفقہاء رحمہم اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے کو درست کہتے ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطاء مانتے ہیں۔

جبکہ قاضی طاہر علی صاحب بغیر حوالہ دیے لکھتے ہیں کہ:

"ائمہ اربعہ کے مذہب سے بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ اس معاملہ میں سکوت وتوقف ہی کے قائل تھے۔" [سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین:۱۳۱]

اِس بحث سے واضح ہوگیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین تبع تابعین میں سے بہت سے حضرات اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ کی رائے یہی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق یعنی درست رائے پر اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطاء اجتہادی کرنے والے تھے۔

## حدیث فئہ باغیہ اور اکابرین امت کا فہم:

محترم عرفان الحق صاحب کی غلط فہمیاں ذکر سے پہلے یہ عرض کرنا مناسب ہوگا کہ قاضی طاہر علی صاحب نے حدیث فئہ باغیہ کی کوئی توجیہات کی ہیں جو اُن کی کتاب "حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کا تجزیہ" میں تحریر ہیں، مگر یہ کتاب ہمارے سامنے نہیں، اِس لیے اُن کی توجیہات کا علم نہیں ہوسکا، وہ اِس حدیث (اور صحابہ کرام، ائمہ مجتہدین اور اکابر امت کے متفقہ فیصلے) کے باوجود بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطائے اجتہادی کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ اسے گستاخی اور توہین قرار دیتے ہیں تو وہ جانیں اور اُن کی توجیہات۔ ہم تو اس بات کے مکلف ہیں کہ جمہور صحابہ، تابعین، تبع

تابعین اور اکابر امت پر اعتماد کریں اور اُن کے علم وتقویٰ اور فہم ودیانت کو اپنے سے فائق سمجھیں۔ اس لیے ہم اس حدیث اور اِس قسم کی دیگر احادیث کے بارے میں اسلاف امت کے چند اقوال درج کرتے ہیں، جن سے واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی باہمی مشاجرات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر اور اُن کے مخالفین خطائے اجتہادی پر تھے۔ قاضی صاحب اگر صحابہ کرام سمیت جمہور امت کی اجماع میں اپنی توہین وتحقیر سمجھتے ہیں یا اپنی ذات اور اپنے دو چار حواریوں کے مقابلے میں پوری امت کو گمراہ سمجھتے ہیں تو وہ مختار ہیں، جو چاہیں لکھیں۔ ہم اکابر امت کا ہی نظریہ پیش کریں گے۔

(۱) علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں

**فقد صح عن النبی ﷺ انه أنذر بخارجة تخرج من طائفتین من أمة یقتلها اولی الطائفتین بالحق، فکان قاتل تلك الطائفة علی رضی الله عنه فهو صاحب الحق بلاشك، وکذلك أنذر علیه السلام بأنّ عمارا تقتله الفئة الباغیة. فصح أن علیًا هو صاحب الحق وأن من نازعهُ فیها فمعاویة رحمه الله مخطیء ماجور مرة لأنه مجتهد.**

[الفصل:۴/۷۳]

نبی کریم ﷺ سے یہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپ نے خوارج کے نکلنے سے ڈرایا جو امت کی دو جماعتوں میں سے نکلے، اور فرمایا اُن کو وہ جماعت قتل کرے گی جو دو جماعتوں میں سے حق کے زیادہ قریب ہوگی، اور خوارج کے قاتل حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں تو وہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) بلاشبہ حق پر ہوئے۔ ایسے ہی آپ ﷺ نے ڈرایا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو باغی جماعت قتل کرے گی تو یہ (بھی) صحیح طور پر ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور اُن سے لڑنے والے خطاء کرنے والے تھے، لہذا حضرت معاویہ خطاء کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ اُن پر رحم کرے، البتہ اُن کو ایک اجر (ضرور) ملے گا کیوں کہ مجتہد ہیں۔

(۲) علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی:۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

**وذهب جمهور أهل السنّة إلی تصویب من قاتل مع علی لامتثال قوله تعالی: "وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا." [الایة] ففیها الأمر بقتال الفئة الباغیة، وقدثبت (أنّ) من قاتل علیًا کانوا بغاة. الخ** [فتح الباری:۱۳/۴۵۰]

جمہور اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دے کر مخالفین سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان (وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا [الایۃ]) کی تعمیل کے لیے لڑائی کی ان کی رائے درست ہے۔ کیوں کہ اس آیت میں باغی جماعت سے لڑنے کا حکم ہے، اور یہ بات ثابت ہے کہ جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی وہ (صورۃً) باغی تھے تو (ثابت ہوا کہ حضرت علی وغیرہ کی رائے درست تھی) اور مقابلین سے خطاء اجتہادی ہوئی۔

(۳) علامہ احمد شہاب الدین خفاجی مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

**ولفظ مسلم قال النبی ﷺ لعمّار تقتلك الفئة الباغية ۔۔۔۔ وکان هو مع علیّ بصفين، وهو صريح فی انّ الخليفة بحق هو علی رضی الله عنه، وانّ معاوية مخطیء فی اجتهاده، کمافی حديث إذا اختلف النّاس کان ابن سميّة مع الحق وابن سميّة هو عمار رضی الله عنه کان مع علیّ.** [نسیم الریاض: ۳/۱۶۶]

مسلم شریف کے لفظ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا ۔۔۔ اور وہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ یہ حدیث اس بات میں صریح ہے کہ خلیفہ برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خطاء اجتہادی کرنے والے تھے، جیسا کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب لوگ اختلاف کریں گے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ حق کے ساتھ ہوں گے اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔

(۴) امام محی الدین یحییٰ بن شرف نووی رحمہ اللہ (متوفی: ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

**وفيه حجة لأهل السنة انّ عليّاً کان مصيباً فی قتاله، والآخرون بغاة.** [شرح مسلم، ح: ۱۰۶۵]

اس حدیث میں اہل سنت کے لیے اس بارے میں حجت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی لڑائیوں میں درست رائے پر تھے اور مقابل حضرات (صورۃً) باغی تھے۔

دیکھیں! ان حضرات اکابر نے اس قسم کی احادیث سے وہی سمجھا جو ہم نے عرض کیا کہ یہ حدیثیں دلیل ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے درست تھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطاء ہوگئی۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

## اِس بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ کیا ہے؟

اَب رہی یہ بات کہ اِس بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا اصل مسلک کیا ہے؟ عرفان الحق صاحب اور قاضی طاہر علی صاحب جو نظریہ پیش کرتے ہیں وہ تو یہ ہے کہ: ''دونوں جماعتوں کو صواب (درست رائے) پر سمجھا جائے، کسی ایک کی طرف بھی خطا کی نسبت نہ کی جائے۔'' نیز یہ بھی کہ: ''اِس بارے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خطاء اجتہادی کی نسبت کرنا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو درست رائے پر ماننا شیعہ کا نظریہ ہے۔'' حالانکہ یہ نظریہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور دیگر جمہور ائمہ اہل سنت کی تصریحات کے بالکل خلاف ہے۔ اِس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اِس بارے میں اسلاف اہل سنت کی تصریحات بھی نقل کر دی جائیں۔ تاکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خطائے اجتہادی کی نسبت کو 'تشیع' اور اس کے قائلین کو ''اہل تشیع'' قرار دینے کی حقیقت کھل سکے۔

قرآن وسنت اور خود صحابہ کرام کی پیروی میں اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک اعتدال یہ ہے کہ وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بے حد احترام کرتے ہیں، بلا تفریق ہر ہر صحابی کو ہادی، مہدی، ہر قسم کی تنقید سے بالاتر اور قطعی جنتی مانتے ہیں، لیکن کسی صحابی سے اجتہادی خطاء ہو جائے تو ادب واحترام کے ساتھ اُس خطاء اجتہادی کو بھی تسلیم کرتے ہیں اور خطاء اجتہادی ماننے کو تنقید، بے ادبی یا گستاخی قرار نہیں دیتے۔

(۱) چنانچہ حضرت امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

**ومذهب أهل السنة والحق إحسان الظن بهم والإمساك عما شجر بينهم وتاويل قتالهم، وأنهم مجتهدون متاولون لم يقصدوا معصية ولا محض الدنيا، بل اعتقد كل فريق انه المحق ومخالفه باغ، فوجب عليه قتاله ليرجع إلى امر الله، وكان بعضهم مصيباً و بعضهم مخطئاً معذوراً في الخطاء، لأنه باجتهاد المجتهد، والمجتهد إذا أخطأ لا إثم عليه، وكان علي رضي الله عنه هو المحق المصيب في ذلك الحروب. هٰذا مذهب اهل السنة.** [شرح مسلم: ۲/۳۹۰] اور اہل سنت اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن ظن کریں گے اور جو لڑائیاں ہوئیں اُن میں بحث نہ کریں گے، اور ان کی لڑائیوں کی تاویل کریں گے اور یہ کہ وہ حضرات تاویل کرتے ہوئے اجتہاد کرنے والے تھے انہوں نے گناہ کا اور محض دنیا کا ارادہ

نہیں کیا تھا، بلکہ ہر گروہ نے سمجھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف باغی ہے اس لیے اُس پر لڑنا لازم ہے، تاکہ دوسرا اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے، اور ان میں بعض درست رائے والے اور بعض خطاء پر تھے مگر خطاء میں معذور تھے، کیوں کہ یہ خطاء مجتہد کے اجتہاد سے تھی، اور مجتہد جب خطاء کرلے تو اس پر گناہ نہیں ہوتا، اور ان لڑائیوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی حق پر اور درست رائے پر تھے یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔

قاضی طاہر علی صاحب وغیرہ نے حسبِ عادت وحسبِ معمول امام نووی رحمہ اللہ کی بھی آدھی عبارت پیش کی ہے اور آدھی چھپالی ہے، ہم نے پوری عبارت نقل کی ہے، اس میں جہاں اہل سنت کا یہ مذہب بیان ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعن وتشنیع نہ کی جائے اور اُن کی لڑائیوں کو بحث ومباحثہ میں نہ لایا جائے، وہاں یہ بھی اہل سنت کا مذہب بیان ہوا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے درست اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطاء ہوئی ہے جس پر اُنہیں گناہ نہیں ہوگا بلکہ اجر ہی ملے گا۔

(۲) علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

**وذهب جمهور أهل السنة إلى تصويب من قاتل مع علي لامتثال قوله تعالى: "وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا" ففيها الأمر بقتال الفئة الباغية، وقد ثبت من قاتل عليًّا كانوا بغاة، وهؤلاء مع هٰذا التصويب متفقون على أنه لايذم واحد من هؤلاء، بل يقولون اجتهدوا فاخطأوا، وذهب طائفة قليلة من أهل السنة وهو قول كثير من المعتزلة إلى أن كلا من الطائفتين مصيب، وطائفة إلى أن المصيب طائفة لابعينها.** [فتح الباری: ۱۴/ ۳۵۰ کتاب الفتن تحت حدیث ۷۱۰۹]

جمہور اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم درست رائے پر تھے جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر (مخالفین سے) لڑائی کی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تعمیل میں **وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا**، کہ اس آیت میں باغی جماعت سے لڑنے کا حکم ہے، اور تحقیق ثابت ہے کہ جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی وہ (صورۃً) باغی تھے، اہل سنت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ کو حق پر سمجھتے ہوئے اس پر متفق ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی برا نہ کہا جائے گا، بلکہ اہل سنت کہتے ہیں کہ: (مخالفین نے) اجتہاد کرکے خطاء کی، اور ایک قلیل گروہ اہل سنت کا اس بات کی

طرف بھی گیا ہے اور یہی بہت سے معتزلہ کا قول ہے کہ وہ دونوں گروہ درست رائے پر تھے، اور ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ دو میں سے ایک گروہ درست رائے پر ہے جو معین نہیں ہے۔

یہ وہی علامہ ابن حجر رحمہ اللہ ہیں جن کی تہذیب التہذیب وغیرہ کی عبارت سے قاضی طاہر علی صاحب اور عرفان الحق صاحب نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابل حضرات کی طرف خطاء کی نسبت کرنا شیعہ کا نظریہ ہے۔'' حالانکہ قارئین دیکھ چکے ہیں کہ وہ فرما رہے ہیں کہ: یہی اہل سنت کا مذہب ہے۔ اَب یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ: علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی باتوں میں تضاد ہے، یا یہ کہ: یہاں ابن حجر رحمہ اللہ سے غلط بیانی ہوئی، یا یہ کہ: وہ یہاں خود شیعہ بن گئے ہیں ، یا پھر یہ کہ: دونوں عبارتیں درست ہیں جن کا نتیجہ یہ کہ اس بارے میں شیعہ اور اہل سنت متفق ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطاء ہوئی ہے، فرق یہ ہے کہ شیعہ اِس کو گناہ اور قابل سزا سمجھتے ہیں اور اہل سنت خطاء اجتہادی اور قابل اجر سمجھتے ہیں۔

(۳) امام ابو منصور رحمہ اللہ اہل سنت کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

**وقال الإمام أبو منصور في كتاب الفرق في بيان عقيدة أهل السنة اجمعوا ان عليًا مصيب في قتاله أهل الجمل طلحة والزبير وعائشة بالبصرة، وأهل صفين معاوية و عسكرهٗ.[فيض القدير شرح الجامع الصغير: ۶/۴۷۷،شرح الزرقاني على المواهب اللدنية: ۱۰/۱۳۵،۱۵۴]**

کہ اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ جمل میں حضرت طلحہ و زبیر و عائشہ وغیرہم رضی اللہ عنہم سے اور جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے لشکر سے لڑنے میں صحیح رائے پر تھے۔

لیجیے! امام ابو منصور صراحتاً فرمارہے ہیں کہ اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطاء اجتہادی ہوئی ہے۔ اس دعویٰ اجماع میں امام ابو منصور تنہا نہیں بلکہ آئندہ سطور سے واضح ہوگا کہ دیگر اکابر نے بھی اس پر اجماع کی صراحت کی ہے۔

(۴) علامہ ابو الشکور السالمی رحمہ اللہ تفصیل سے بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

**قال أهل السنة والجماعة بأن معاوية ومن تابعه من الصحابة في حال حيوة عليّ رضي الله عنه كانوا مخطئين في دعوى الامارة والبيعة معهٗ باغين بالمقابلة مع علي، و إنما قلنا أنهم كانوا مخطئين؛ لأنهم اجتهدوا في محل الاجتهاد لا في وقت الاجتهاد؛ لأن**

معاوية كان اهلاً للخلافة بعد علي، ولو لم يسبق خلافة علي لكانت تصح خلافة في ذلك الوقت؛ لانه كان من قريش، وقد قال النبي ﷺ لمعاوية حين دخل عليه: إذا وليت امر هذه الأمة فارفق بهم افوقع عند معاوية أنه مستحق للخلافة، فلهذا ادعىٰ وقد كان اصاب من وجهٍ؛ لأنه كان أهلاً لها، وأخطأ من وجهٍ؛ لأن الخلافة والبيعة لعلي قد سبق، وعلي كان أفضل منه وأحق منه للخلافة، فلايجوزله الخلافة في ذلك الوقت. وإنما كان وقته وقت سائر الناس من القريش بعدعلي. وقولنا: إنه كان باغياً فيما حارب علياً؛ لأن الله تعالى قال: "وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما، فان بغت احداهما على الاخرىٰ فقاتلوا التي تبغي حتى تفيء الى امر الله." فالله تعالى سمى احداهما باغياً، ومن لم يكن على الحق فإنه يكون باغياً، والدليل على أنه كان باغياً، ان القاضي الجليل بن احمدالسنجري السمرقندي روى عن النبي ﷺ أنه قال لعمار: تقتلك الفئة الباغية! وقدقتله جندمعاوية، فالنبي عليه السلام سماهم باغية. [التمهيد: ۱۸۲، ۱۸۳]

اہل السنۃ والجماعۃ فرماتے ہیں کہ: حضرت معاویہ اوران کے پیروکار صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زندگی میں حکومت اور بیعت کے دعویٰ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں خطاء کرنے والے تھے، ہم خطاء کرنے والا اس لیے کہہ رہے ہیں کہ وہ اجتہاد تو محل اجتہاد میں کررہے تھے، لیکن اجتہاد کے وقت میں اجتہاد نہیں کررہے تھے (اجتہاد بے وقت تھا) کیوں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کے اہل تھے، اگر پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت نہ ہوتی تو اُس وقت ان کی خلافت صحیح ہوتی، کیوں کہ وہ قریش میں سے تھے، اور نبی کریم ﷺ کے پاس جب ایک دفعہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ: جب تجھے امت کی حکومت ملے تو ان سے نرمی برتنا، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دل میں آگیا کہ وہ مستحق خلافت ہیں، اس لیے دعویٰ کیا، اورایک طرح تو درست سوچا کہ خلافت کے اہل تھے، مگر دوسرے پہلو سے خطاء کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت وخلافت پہلے ہوچکی تھی، اوروہ اُن سے افضل بھی تھے، تو اُس وقت ان کے لیے خلافت درست نہ تھی، بلکہ ان کا وقت دوسرے لوگوں کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد تھا۔ اورہم نے جو کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی میں (صورۃً) باغی تھے تو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت میں ایک گروہ کو باغی کہا ہے ورجو حق پر نہ ہوگا وہی باغی ہوگا، پھراس کی دلیل کہ وہ باغی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تھے حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تجھے باغی

گروہ قتل کرے گا اور اس کو تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے لشکر نے قتل کیا، تو (گویا) آپ ﷺ نے ان کا نام باغی رکھا۔ (اگرچہ یہ بغاوت صورتاً تھی حقیقتاً نہیں تھی۔)

(۵) علامہ قاضی عیاض بن موسیٰ (متوفی سنہ ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

**والذی علیہ جماعة أهل السنة والحق حسن الظن بهم والإمساك عما شجر بينهم و طلب أحسن التاويل لفعلهم، وأنهم مجتهدون غير قاصدين للمعصية ۔۔۔۔۔ لكن منهم المخطیء فی اجتهاده ومنهم المصيب۔۔۔۔ وقد وقف الطبری وغيره عن تعيين المحق منهم وعندالجمهور :أن علياً واتباعه مصيبون فی ذبهم عن الامامة وقتالهم من نازعهم فيها.** [اكمال المعلم بفوائدمسلم:۴۲۲/۸]

اہل سنت اہل حق اس پر ہیں کہ صحابہ کے ساتھ اچھا گمان ہو اُن کی لڑائیوں کی بحث سے رُکنا چاہیئے اور اُن کے کام کی اچھی تاویل کی جائے، اور یہ کہ وہ مجتہد تھے، گناہ کا ارادہ کرنے والے نہ تھے۔۔۔لیکن کوئی اجتہاد میں خطاء کرنے والا تھا اور کوئی درست رائے والا تھا،۔۔۔ طبری وغیرہ نے درست رائے والے کی تعیین سے توقف کیا ہے، لیکن جمہور کے نزدیک حضرت علی اور اُن کے ساتھ والے امامت کے دفاع میں اور جنہوں نے اُن سے لڑائی کی اُس میں درست رائے رکھنے والے تھے۔

ملاحظہ کریں کہ امام قاضی عیاض رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ہونے والی لڑائیوں میں بحث نہ کرنی چاہیئے، ساتھ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ درست رائے پر تھے، یعنی مقابل حضرات سے خطاء اجتہادی ہوئی ہے۔

(۶) علامہ محمد بن احمد سفارینی حنبلی فرماتے ہیں:

**وقد اتفق أهل الحق أن المصيب فی تلك الحروب والتنازع أمير المؤمنين علی رضوان الله عليه من غير شك ولا تدافع** [لوامع الأنوار الألهيه: ۳۸۶/۲، ۳۸۷]

اہل حق اس پر متفق ہیں کہ ان لڑائیوں میں درست رائے والے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، اس میں کوئی شک نہیں، نہ اشکال ہے۔

دیکھیے! علامہ سفارینی بھی اتفاق یعنی اجماع نقل کر رہے ہیں۔

(۷) علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

واھل السنّة إلامن شذ یقولون: إن علیاً کرّم اللہ تعالی وجھهٗ فی کل ذلك علی الحق لم یفترق عنه قید شبر، وان مقاتلیه فی الوقعتین مخطئون باغون.[الأجوبة العراقیة علی الأسئلة اللاھوریة:۳۸]

سوائے شذوذ اختیار کرنے والوں کے سب اہل سنت اس کے قائل ہیں کہ اِن سب لڑائیوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ حق پر تھے، بالشت برابر بھی حق سے جدا نہ ہوئے، اور جنگ جمل وصفین میں اُن سے لڑنے والے خطاء کرنے والے (صورۃً) باغی ہیں۔

دیکھیں علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرمارہے ہیں سب اہل سنت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے کو درست مانتے ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خطاء اجتہادی کے قائل ہیں، اور اہل سنت میں سے جو اس کے قائل نہیں اُن کا قول شاذ ہے، وہ شذوذ اختیار کرنے والے ہیں۔

(۹) امام محمد بن احمد انصاری خزرجی قرطبی (متوفی:۶۷۱ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فتقرر عند علماء المسلمین وثبت بدلیل الدین انّ علیًّا رضی اللہ عنه کان إماماً، وانّ کلّ من خرج علیه باغ. [تفسیر القرطبی:۳۱۸/۱۶]

علماء مسلمین کے نزدیک یہ بات یقینی ہے اور دینی دلیل سے ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ امام حق تھے، اور جو بھی اُن کے مقابلے میں نکلے باغی تھے۔ (کوئی صورۃً باغی تھے یعنی صحابہ کرام و دیگر مسلمان، اور کوئی حقیقۃً باغی تھے یعنی خوارج)۔

(۹) علامہ محمد طاہر بن محمد تونسی (متوفی:۱۳۹۳ھ) فرماتے ہیں:

وقد اعترف الجمیع بانّ معاویة وأصحابه کانوا مدافعین عن نظر اجتھادی مخطیء.[التحریر والتنویر:۲۴۱/۲۶]

سب علماء نے اس کو مانا ہے کہ حضرت معاویہ اور اُن کے ساتھی رضی اللہ عنہم اجتہاد میں خطاء اجتہادی سے مدافعت کرنے والے تھے۔

(۱۰) علامہ حافظ ابن احمد بن علی الحکمی رحمہ اللہ (متوفی: ۱۳۷۷ھ) فرماتے ہیں:

قال ﷺ تمرق مارقة علی حین فرقة من الناس یقتلھم أولی الطائفتین بالحق،

فمرقت الخوارج، فقتلهم علي رضي الله عنه يوم النهر، وان وهو الأولى بالحق بإجماع أهل السنة قاطبة.[اعلام السنة المنشورة لاعتقاد الطائفة الناجية المنصورة:۱۳۴]

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے اختلاف کے وقت ایک جماعت نکلے گی اُن کو وہ قتل کریں گے جو حق کے زیادہ قریب ہوں گے، اور وہ خوارج تھے جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا، تو اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق کے زیادہ قریب تھے۔

دیکھیے! یہ بزرگ بھی اس پر اہل سنت کا اجماع نقل کر رہے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق کے زیادہ قریب تھے۔

(۱۱) مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مشاجرات صحابہ میں تو جس طرح امت کا اس پر اجماع ہے کہ دونوں فریق کی تعظیم واجب اور دونوں میں سے کسی کو برا کہنا ناجائز ہے، اسی طرح اس پر بھی اجماع ہے کہ جنگ جمل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ حق پر تھے، ان کا مقابلہ کرنے والے خطاء پر تھے، اسی طرح جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ حق پر تھے اور ان کے مقابل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب خطاء پر، البتہ ان کی خطاؤں کو اجتہادی خطاء قرار دیا جو شرعاً گناہ نہیں، جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عتاب ہو، بلکہ اُصول اجتہاد کے مطابق اپنی کوشش صرف کرنے کے بعد بھی اگر ان سے خطاء ہوگئی تو ایسے خطاء کرنے والے بھی ثواب سے محروم نہیں ہوتے، ایک اجر ان کو بھی ملتا ہے۔[مقام صحابہ:۷۳]

دیکھیے! حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درست رائے پر اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطاء اجتہادی ہونے پر اسلاف کا اجماع نقل کر رہے ہیں۔

(۱۲) امام اسماعیل ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی سنہ ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

كان علي و أصحابه أدنى الطائفتين إلى الحق من أصحاب معاوية، وأصحاب معاوية كانوا باغين عليهم.[معجزات النبي:۲۹۱] وهذا هو مذهب أهل السنة والجماعة أن علياً هو المصيب، وإن كان معاوية مجتهداً.[البداية:۷/۳۱۰]

حضرت علی اور اُن کے ساتھی رضی اللہ عنہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے مقابلے میں حق کے زیادہ قریب تھے، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی اِن حضرات کے مقابلے

میں (سورۃ) باغی تھے، اہل السنت والجماعت کا یہی مذہب ہے کہ اگر چہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی درست رائے رکھتے تھے۔

دیکھیں امام ابن کثیر رحمہ اللہ اسی کو اہل سنت کا مذہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے ہی درست تھی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اُن کے مقابلہ میں خطاء اجتہادی کرنے والے ہیں۔

(۱۳) علامہ عمر بن احمد بن ہبۃ اللہ عقیلی رحمہ اللہ (متوفی: ۶۶۰ھ) فرماتے ہیں:

لاخلاف بین أهل القبلة فی أن علیاً إمام حق منذ ولی الخلافة إلی أن مات، وأن من قاتل معه کان مصیباً، ومن قاتله کان باغیاً مخطئاً إلا الخوارج. [بغیة الطلب فی تاریخ حلب: ۲۸۴/۱] اس بات میں سوائے خارجیوں کے اہل قبلہ (یعنی مسلمانوں) کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلافت سنبھالنے سے وفات تک برحق امام تھے، اور جنھوں نے اُن کے ساتھ مل کر لڑائیاں کیں وہ درست رائے پر تھے، اور جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ لڑے وہ باغی اور خطاء کرنے والے تھے۔

دیکھیں امام عقیلی رحمہ اللہ بھی اس پر اجماع نقل کر رہے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے درست تھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطاء ہوئی ہے۔

(۱۳) شیخ الاسلام امام عبدالحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس بارے میں کئی قول نقل کرتے ہیں، بعض گمراہ فرقوں کے قول بھی نقل کیے ہیں، فرماتے ہیں کہ: ایک جماعت کہتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ امام تھے اور اُن کی رائے درست تھی، اور اُن سے لڑنے والے مجتہد مخطی تھے، یہ قول احناف و مالکیہ وشوافع و حنابلہ میں سے بہت سے حضرات کا ہے، اور ایک جماعت کہتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بنسبت حق کے زیادہ قریب تھے، البتہ بہتر یہ تھا کہ دونوں حضرات لڑائی نہ کرتے، اس قول کو ذکر کر کے فرماتے ہیں کہ جمہور اہل سنت ومحدثین اور امام مالک وسفیان ثوری واحمد وغیرہم رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔ [المنتقی من منهاج الاعتدال: ۶۰/۱، ۶۱]

(۱۴) علامہ ابن الوزیر محمد بن ابراہیم بن علی بن المرتضیٰ قاسمی یمنی (متوفی: ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

وذکر القرطبی فی تذکرته والحاکم فی علوم الحدیث أن القول بمقتضاه إجماع أهل السنة یعنی أن من حارب علیا رضی الله عنه فهو باغ علیه، وأنه رضی الله عنه

صاحب الحق فی جمیع تلک الحروب. [ایثار الحق علی الخلق فی رد الخلافات: ۴۱۲]
امام قرطبی نے تذکرہ [صفحہ:۱۰۸۹] میں اور حاکم نے علوم الحدیث میں ذکر کیا کہ اہل سنت کا اجماع ہے کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی وہ باغی ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اِن سب لڑائیوں میں حق (درست رائے) پر تھے۔
امام ابن الوزیر رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں:

**وفیه إشارة إلی ماصرح به غیره من إجماع الائمة الأربعة وسائر أهل السنة علی أن معاویة باغ علی علیّ رضی الله عنه لتواتر الحدیث فی ذلك.**

**[العواصم والقواصم فی الذب عن سنة أبی القاسم: ۸/۸۲]**

امام غزالی کی اس عبارت میں اُس کی طرف اشارہ ہے جس کو امام غزالی کے علاوہ دوسرے علماء نے بھی صراحت سے ذکر کیا کہ ائمہ اربعہ اور سب اہل سنت کا اجماع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ (صورۃً) باغی تھے کیوں کہ اِس بارے میں حدیث متواتر ہے۔
اس عبارت میں بھی اہل سنت وائمہ اربعہ کا اجماع نقل ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطاء ہوئی ہے۔

(۱۵) امام محمد بن عمر حمیری شافعی (متوفی: ۹۳۰ھ) فرماتے ہیں:

**أجمع الخلف من التابعین وجمهور السلف علی أن علیًا رضی الله عنه کان مجتهدا مصیبًا فله أجران ـــــ ومخالفیه یومئذ کانوا مجتهدین مخطئین، فلهم اجر واحد. [الحسام المسلول علی منتقی أصحاب الرسول: ۱۱۵]**

اخلاف تابعین اور جمہور اسلاف کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجتہد مصیب تھے تو اُس کے لیے دو اجر ہیں، اور اُن کے مخالفین مجتہد مخطی تھے تو اُن کے لیے ایک اجر ہے۔
اسلاف کی ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ جمہور اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے درست تھی اور اُن سے لڑنے والے غلطی پر تھے، بلکہ اِسی پر اہل سنت کا اجماع ہوگیا ہے۔
ائمہ اربعہ اور اُن کے مقلدین اسی کے قائل ہیں، اور اِس اجماع کے خلاف رائے شاذ اور اُس پر چلنے والے شذوذ اختیار کرنے والے اور قلیل ہیں اُن کی رائے درست نہیں، مزید چند عبارات ذکر کر کے ہم

اگلی بحث کرتے ہیں۔

امام جمال الدین احمد بن محمد بن سعید غزنوی حنفی (متوفی: ۵۹۳ھ) فرماتے ہیں:

**وعلی رضی اللہ عنہ کان مصیباً فی جمیع ماعمل من خروجه وصلحه وغیرهما دار الحق حیث دار کرم اللہ وجهه.** [أصول الدین: ۲۹۲،۲۹۳] جو کچھ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کیا جنگ کے لیے نکلنا اور صلح کرنا وغیرہ ان سب میں وہ درست رائے رکھتے تھے، حق ادھر کو گھوما جدھر کو وہ گھومے۔ رضی اللہ عنہ

امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف ابوالمعالی (متوفی: ۴۷۸ھ) فرماتے ہیں:

**ومعاویة وإن قاتل علیاً، فإنه لاینکر إمامته ولایدعیها لنفسه، وإنما کان یطلب قتلة عثمان رضی اللہ عنه ظاناً أنه مصیب، وکان مخطئاً، وعلی رضی اللہ عنه وعنهم (مصیب) ومتمسک بالحق.** [لمع الأدلة فی قواعد عقائد أهل السنة والجماعة: ۱۲۹] اگرچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی ہے لیکن وہ نہ اُن کی خلافت کے انکاری تھے، نہ اپنے لیے خلافت کا دعویٰ تھا، بس وہ تو قاتلین عثمان مانگتے تھے۔ رضی اللہ عنہ، اُن کا خیال تھا کہ وہ درست رائے پر ہیں حالانکہ وہ خطاء کرنے والے تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ درست رائے پر اور حق کو تھامنے والے تھے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

**ونقول هم طائفة من المؤمنین بغت علی الإمام علی، وذلک بنص قول المصطفی صلوات اللہ علیه لعمار تقتلک الفئة الباغیة، فنسأل اللہ أن یرضی عن الجمیع، وألا یجعلنا ممن فی قلبه غل للمؤمنین، ولانرتاب أن علیاً أفضل ممن حاربه، وأنه أولی بالحق رضی اللہ عنه.** [سیر أعلام النبلاء: ۳/۱۴۳]

ہم کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ وغیرہم رضی اللہ عنہم مسلمانوں کی جماعت ہیں جنہوں نے امام کے خلاف بغاوت کرلی، اور باغی ہونا نبی کریم ﷺ کے فرمان سے ثابت ہے جو آپ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ: ”تجھے باغی جماعت قتل کرے گی۔“ ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ اُن سے راضی ہو اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کا کینہ نہ ڈالے۔ اور اس میں ہمیں شک نہیں (یقین ہے) کہ حضرت علی

رضی اللہ عنہ اُن لڑنے والوں سے افضل اور حق کے زیادہ قریب تھے۔

علامہ عبدالعزیز فرہاروی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والصحابة الأربعة مجتهدون في الحرب مخطئون فيه وعلي رضي الله عنه مصيب. [الناهية: ۲۷] چاروں صحابہ (حضرت طلحہ وزبیر وام المؤمنین عائشہ ومعاویہ رضی اللہ عنہم) اِن جنگوں میں خطاء اجتہادی کرنے والے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ درست اجتہاد کرنے والے ہیں۔

اَب ہم قاضی طاہر علی صاحب اور عرفان الحق صاحب سے پوچھتے ہیں کہ: کیا یہ سب ائمہ اسلام شیعہ ہیں یا اِن سب کو غلط فہمی ہوئی اور انجانے میں شیعہ عقیدے کو اپنا عقیدہ بنالیا بلکہ اُسی کو اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بتایا!؟ یا جناب جی نے جو سمجھا درست سمجھا؟ فاعتبروا یا أولی الأبصار.

## عرفان الحق وغیرہ کی غلط فہمیاں:

عرفان الحق صاحب کو کئی وجہ سے غلط فہمی ہوئی ہے۔

۱......غلط فہمی کی پہلی وجہ: حدیث فئتين عظيمتين۔

۲......غلط فہمی کی دوسری وجہ: متقدمین کے نزدیک شیعہ کی اصطلاح کا مفہوم۔

## کیا حدیث فئتين عظيمتين میں دونوں جماعتوں کے قطعی ہونے کی نفی ہے؟

عرفان الحق صاحب یہ حدیث لکھتے ہیں کہ: ''آپ ﷺ نے فرمایا میرا یہ بیٹا حسن سردار ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی بدولت مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ (بخاری وغیرہ)''

پھر اس حدیث کے فوائد میں لکھتے ہیں:

''اس حدیث کے الفاظ پر غور کیا جائے تو انتہائی واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جن دو جماعتوں کے مابین صلح کا ذکر فرمایا وہ

(۱)......دونوں جماعتیں مسلمانوں کی ہیں۔(۲)......دونوں جماعتیں بڑی ہیں۔(۳)......کسی جماعت کو کسی بھی طرح دوسری جماعت پر فوقیت نہیں دی گئی۔(۴)......کسی بھی جماعت کو حق پر یا اقرب الی الحق یعنی حق کے زیادہ قریب نہیں کہا گیا۔(۵)......کسی بھی جماعت کو اجتہادی خطاء کا حامل نہیں کہا گیا۔(۶)......ہر لحاظ سے دونوں جماعتوں کو مساوی رکھا گیا۔'' [نقیب ختم نبوت، اپریل ۲۰۱۷، صفحہ: ۲۳]

جواب: عرفان الحق صاحب نے حدیث سے جو چھ نتائج نکالے ہیں، ان میں سے پہلے دو نتائج واقعی حدیث سے ثابت اور واضح ہیں۔ باقی چار نتائج عرفان صاحب کی اپنی ذہنی اختراع ہے۔ حدیث سے یہ

نتائج ہرگز ہرگز نہیں نکلتے، کیوں کہ حدیث میں ان باتوں کا بالکل تذکرہ نہیں ہوا نہ نفیاً نہ اثباتاً، جب کہ عرفان صاحب اُس کو حدیث سے ثابت کرر ہے ہیں، یہ حدیث کے اندر تحریف معنوی کے زمرے میں آتا ہے۔

۱۔عرفان صاحب نے پہلا من گھڑت نتیجہ یہ نکالا کہ: دونوں میں سے کسی کو دوسری جماعت پر فضیلت نہیں ہے۔ حالاں کہ حدیث میں فضیلت ہونے کا بھی ذکر نہیں اور فضیلت نہ ہونے کا بھی ذکر نہیں۔

۲۔دوسرا خود ساختہ نتیجہ یہ نکالا کہ: کوئی ایک جماعت اقرب الی الحق نہیں۔ حالانکہ اِس حدیث میں تو اِس کا کچھ بھی ذکر نہیں ہے، مگر دوسری حدیث میں جس میں خوارج کے خروج کی پیشین گوئی ہے اِس کا ذکر ہے کہ قاتلینِ خوارج اقرب الحق ہوں گے جو کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت ہے۔

مذکورہ بالا حدیث سے یہ نتیجہ نکالنا تو ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ: جی! سورہ بقرہ کے شروع میں متقین کی جو صفات مذکور ہیں اُن میں صحابہ پر ایمان رکھنے کا ذکر نہیں، لہٰذا متقی ہونے کے لیے صحابہ پر ایمان لانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

۳۔تیسرا سینہ زور نتیجہ یہ نکالا کہ: دونوں میں سے کسی جماعت سے اجتہادی خطاء نہیں ہوئی گویا دونوں صواب (درست رائے) پر ہیں۔ حالانکہ اِس حدیث میں اِس کو چھیڑا ہی نہیں گیا، نہ ہی یہ کہا گیا کہ دونوں کی رائے درست تھی، اور کسی سے بھی غلطی نہیں ہوئی۔

جناب عرفان صاحب کا یہ غلط نتائج نکالنے سے مقصد یہی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین صحابہ کی طرف خطائے اجتہادی کی نسبت نہ کی جائے۔ حالانکہ احادیث طیبہ کی روشنی میں اس پر اہل سنت کا اجماع ہے کہ مشاجرات صحابہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ حق پر اور ان کے مخالفین خطائے اجتہادی پر تھے۔ اور یہ چودہ صدیوں کے علمائے اہل سنت کا مسلک ہے، صرف آج کے مولویوں کی رائے اور اُن کا فیصلہ نہیں۔

۴۔عرفان صاحب نے چوتھا بے بنیاد نتیجہ یہ نکالا کہ: دونوں جماعتیں ہر لحاظ سے مساوی ہیں یعنی دونوں صواب پر ہیں۔ حالانکہ اِس حدیث میں اِس کا اشارہ تک نہیں ہے۔

حاصل کلام یہ کہ عرفان الحق صاحب نے مذکورہ بالا حدیث سے یہ نتائج محض سینہ زوری کی بنیاد پر اخذ کیے ہیں۔ اور شرع کی رو سے ایسی حرکت حدیث کی تحریف معنوی کے زمرے میں آتی ہے، جو جرم ہے۔

## کیا افضلیت علی کا قائل ہونا تشیع ہے؟

عرفان الحق صاحب لکھتے ہیں:

”علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی تصنیف تہذیب التہذیب [۹۶/۱] میں رقم کرتے ہیں:

”فالتشیع فی عرف المتقدمین هو اعتقاد تفضیل علیّ علی عثمان، وأن علیاً کان مصیباً فی حروبه، وأن مخالفهٗ مخطیء مع تقدیم الشیخین وتفضیلهما.“

اس عبارت کا صحیح ترجمہ تو جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں یہ ہے کہ: متقدمین کی اصطلاح میں تشیع یہ عقیدہ رکھنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگوں میں درست رائے رکھنے والے اور اُن کے مخالف خطاء کرنے والے ہیں، جب کہ ایسا آدمی حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت کا بھی قائل ہو۔

جبکہ عرفان الحق صاحب نے حسب مزاج یہاں بھی سینہ زوری کرتے ہوئے اس کا ترجمہ و تشریح درج ذیل الفاظ میں کی ہے:

”یعنی علماء متقدمین کے نزدیک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اعتقاد رکھنا شیعیت ہے، اور یہ کہ شیخین یعنی حضرات ابوبکر وعمر کی فضیلت کے ساتھ اس امر کا اعتقاد رکھنا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنی لڑائیوں میں حق پر تھے، اور ان کے مخالفین خطاء پر تھے۔

یعنی متقدمین علماء کرام میں سے کسی کا یہ عقیدہ نظریہ نہ تھا کہ سیدنا علی وسیدنا معاویہ کے باہمی اختلاف میں سیدنا علی حق پر یا اقرب الی الحق اور سیدنا معاویہ راہ خطاء پر تھے بلکہ یہ عقیدہ نظریہ تو اہل تشیع کا ہے۔“ [نقیب ختم نبوت، اپریل ۲۰۱۷ء، صفحہ: ۴۳]

جواب: (۱)۔ اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ تشیع کس کو کہتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ اس کے استعمال میں متقدمین ومتاخرین علماء میں اصطلاحی اختلاف ہے، متاخرین تشیع ”رفض محض“ کو کہتے ہیں، یعنی خالص رافضی کو شیعہ کہتے ہیں۔ جبکہ متقدمین کے ہاں تشیع کی بہت سی اقسام تھیں۔ عرفان صاحب کی عبارت کا مفہوم ہمیں یہ سمجھ آیا ہے کہ ان کے نزدیک: متقدمین کے ہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت دینا بھی تشیع ہے۔ اور صحابہ کرام کی باہمی جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حق پر اور مخالفین کو خطاء پر قرار دینا بھی تشیع ہے۔ اور ایسا کہنے والے شیعہ ہیں۔ یا شیعی نظریہ کے حامل ہیں۔ اگر ان کی عبارت کا یہی مفہوم ہے تو ان کی یہ بات درست نہیں۔ (جاری ہے)

ابطالِ باطل

قسط ۵۲

# تلبیسات کے اندھیروں میں حقیقت کے چراغ

مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

پاکستان میں فتنۂ ناصبیت کے سرخیل محمود احمد عباسیؔ (کراچی) کی متنازعہ کتاب ''خلافتِ معاویہؓ ویزید'' کے جواب میں متعدد علماء اہل سنت نے جوابی کتب تحریر کیں۔ جن میں مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری رحمہ اللہ کی ضخیم کتاب ''استخلاف یزید'' بھی ہے۔ اس کا مکمل نام ''حضرت معاویہ و استخلاف یزید بجواب تحقیق مزید علی خلافتِ معاویہ رضی اللہ عنہ و یزید'' ہے۔ حضرت شاہ صاحب کتاب کی ابتداء میں اپنا (غالباً) منظوم تخیل یوں پیش کرتے ہیں:

| | |
|---|---|
| نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن | پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا |
| کہہ دو انہیں پکار کر لیستخلفنہم | وعدہ خدا کا حق ہے مٹایا نہ جائے گا |
| صدیقؓ اور عمرؓ ہیں ملازم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے | یاں رفض کا سوال ہی پایا نہ جائے گا |
| عثمانؓ امام حق ہیں دستِ نبی گواہ | یہ مرتبہ کسی سے گھٹایا نہ جائے گا |
| حُب علیؓ دلیل ہے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی | خوارج کو آب کوثر پلایا نہ جائے گا |
| سن لیں میری طرف سے یزیدانِ عصرِ نو | نامِ حُسینؓ اُن سے مٹایا نہ جائے گا |

اس کے بعد علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کا ایک ارشاد ''فیض الباری جلد اول ص ۱۲۰'' کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

"ثم اختلفوا فی اکفار الروافض ولم یکفرھم ابن عابدین واکفرھم الشاہ عبدالعزیز، وقال من لم یکفرھم لم یدر عقائدھم ثم فصل فی المسئلہ وبہ افتی واللہ اعلم۔"

پھر مختلف ہوئے علماء رافضیوں پر کفر کا حکم دینے میں علامہ شامی نے انہیں کافر نہیں کہا اور شاہ عبدالعزیز صاحب نے اُن پر کفر کا فتویٰ دیا ہے اور فرمایا کہ جو انہیں کافر نہیں کہتا، وہ ان کے عقائد سے واقف نہیں۔ پھر مسئلہ میں تفصیل سے بحث کی اور فرمایا کہ

میں بھی کفر کا فتویٰ دیتا ہوں۔" (استخلاف یزید صفحہ نمبر ۲۳)

پھر اہل السنت والجماعت کے تعارف کے ضمن میں اہل السنت کے بعض شعائر جو کہ متقدمین کے ہاں سے متواتر چلے آرہے ہیں، کا یوں اندراج کرتے ہیں:

① **تفضیل الشیخین:** یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل جاننا۔

② **حُب الختنین:** یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں، کو محبوب رکھنا۔

③ **الاعتقاد بجوز المسح علی الخفین فی کلا الحالین۔** یعنی اعتقاد رکھنا کہ سفر اور حضر دونوں حالتوں میں موزوں پر مسح جائز ہے۔

④ **والایمان بالقدرین:** یعنی یقین رکھنا کہ خیر اور شر ہر دو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہوتے ہیں۔ **والقدر خیرہٗ و شرہٗ من اللہ تعالیٰ**

⑤ **والاقتداءُ خلفُ الاماميں:** یعنی امام صالح ہو یا غیر صالح، اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا، ترک جماعت اہل السنت کا شیوہ نہیں۔

⑥ **والاطاعة لا میرین:** دونوں امیروں کی اطاعت کرنا، حاکم عادل ہو یا ظالم، اس کی اطاعت ضروری ہے۔ تنبیہ: حاکم کی اطاعت ضروری ہے بشرطیکہ وہ معصیت کا حکم نہ دے۔ **وانہ لا طاعة للمخلوق فی معصية الخالق۔** حاکم فاسق کے خلاف خروج اور بغاوت جائز نہیں ہے۔ جب تک وہ کفر بواح یعنی ظاہر کفر کا ارتکاب نہ کرے۔

⑦ **الاجتناب عن الحکمین:** یعنی کسی شخص معین پر جنتی یا دوزخی ہونے کا حتمی اور قطعی طور پر حکم کرنا اہل السنۃ کا شیوہ نہیں ہے۔ کیونکہ اس کے خاتمے کا حال اس علام الغیوب کے سوا کسی کو نہیں۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۲۹ _ ۲۸)

نیز علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے اپنی عقیدت کا یوں اظہار کرتے ہیں:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی مایہ ناز تصنیف "منہاج السنۃ" ہے جو انہوں نے 'منہاج الکرامۃ' کے رد میں لکھی اور جیسا کہ مشہور و معروف ہے کہ حضرت موصوف علم کے بحرِ ذخار ہیں۔ حضرت امام کی یہ کتاب غلیظ اور ردی مواد کے استحقاق اور جید وطیب

مواد کے استجلاب میں لا جواب ہے۔ نہایت سنجیدگی سے نقلی اور عقلی دلائل سے ''منہاج الکرامہ'' کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ اور کسی مقام پر نہیں دیکھا گیا کہ ان کے محتاط قلم نے حد سے سرِ مُو تجاوز کیا ہو۔ منہاج السنۃ واقعی اسم بامسمّٰی ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام کی سعی کو مشکور فرمائے اور انہیں جملہ مسلمانوں کی طرف سے عموماً اور اہل السنۃ کی طرف سے خصوصاً جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اہل السنۃ کے مواقف کی صحیح ترجمانی کی۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۱۷)

جہاں تک شاہ صاحب کی اس بات کا تعلق ہے کہ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب ''منہاج السنۃ'' میں ''حدود سے تجاوزات نہیں ہیں'' تو اس سے شاید اہل علم اتفاق نہ کریں۔ کیونکہ علامہ موصوف بعض مسائل کے استخراج، استدلال، استنباط اور تجزیات میں تفردات کے حامل تھے اور ''تفرد'' کا حق بھی اسی کو ہوتا ہے جو علم وعمل کا نیر تاباں ہو۔ اس لیے بحرِ علم کے غوطہ زن جانتے ہیں کہ تفردات اور بعض جگہ تشددات تک علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے علمی حُسن میں اضافہ کردیتے ہیں۔

لیکن ہم یہاں اپنے مخاطب موصوف سے یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مولانا سید لعل شاہ صاحب بخاری علامہ ابن مطہر حلی شیعہ عالم کی کتاب ''منہاج الکرامہ'' کو ردی اور غلیظ قرار دے کر اس کے مقابلہ میں شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب ''منہاج السنۃ'' کو غلاظت کا استحاق اور پاکیزہ باتوں کا استجلاب قرار دے رہے ہیں۔ تو ایسے میں وہ اُن کے لیے کیسے پناہ گاہ ثابت ہوسکتے ہیں؟ ہاں البتہ شاہ صاحب کے ساتھ حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ کو ایک لطیف اور ذوقی اختلاف تھا، اور جوادی صاحب کے سینے پر قاضی صاحب کی جُہدِ مسلسل چونکہ مُونگ دَل رہی ہے۔ اس لیے وہ بامر مجبوری شاہ صاحب کی تعریف کرکے اپنے پُر از دھوکہ وفریب مَن کو سامانِ تسکین فراہم کررہے ہیں۔ کیونکہ ضرورت کے وقت تو گدھے کو بھی باپ مان لیا جاتا ہے۔ اب رہا شاہ صاحب اور حضرت قاضی صاحب کی سوچ کا اختلاف، تو وہ خود حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ سے ہی سن لیجئے۔ لکھتے ہیں:

''مولانا لعل شاہ بخاری لکھتے ہیں کہ جمہور اہل سنت کے نظریہ کے مطابق جب طے ہوگیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ الحق المصیب ہیں تو یہ امر مستلزم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بالمقابل محارب گروہ باطل پر ہو، کیونکہ حق کے مقابل باطل کا کلمہ مستعمل ہوتا ہے۔ جیسا

کہ ویحق اللہ الحق ویبطل الباطل سے ظاہر ہے۔ (استخلاف یزید ص ۱۸۹)

اہل سنت کے مذکورہ دو قولوں میں سے مولانا لعل شاہ موصوف اس قول کو دلائل کے لحاظ سے راجح قرار دیتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ باطل پر تھے۔ اور پھر حق و باطل کے سلسلہ میں قرآنِ مجید کی وہ آیت پیش کرتے ہیں جس کا تعلق غزوۂ بدر سے ہے۔ اور جس میں اللہ تعالیٰ نے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حق پر اور کفار قریش (ابوجہل پارٹی) کو باطل پر قرار دیا ہے۔ اور بخاری صاحب کو اتنا بھی احساس نہیں ہوا کہ یہاں کفار کو اہل باطل قرار دیا گیا ہے اور باطل سے مراد کفر ہے۔ حالانکہ جن عبارات میں بعض علماء نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو باطل قرار دیا ہے تو اس سے مراد کفر نہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والا گروہ بھی مومن ہے نہ کہ کافر۔ (دفاعِ حضرت امیر معاویہؓ صفحہ نمبر ۲۵، ادارہ مظہر التحقیق، لاہور)

اسی طرح مولانا لعل شاہ صاحب سے خطاءِ اجتہادی وعنادی کے ضمن میں جو علمی لغزش ہوئی، حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اس پر بھی جرح کی ہے اور یہ بطورِ نمونہ ہم نے عبارت پیش کی ہے۔ ورگرنہ اس قضیہ کی تفصیل کے طالب خارجی فتنہ حصہ اول، اور دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نیز شاہ صاحب رحمہ اللہ کی کتاب ''استخلاف یزید'' کا مطالعہ فرمائیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ذہن نشین رہے کہ ''استخلاف یزید'' کے شائع ہونے کے بعد اکثر لوگ تو شاہ صاحب کے ان مخالفین میں سے تھے جو یزید کو خلیفہ راشد، صالح وغیرہ کہتے تھے اور ناصبیت کے علمبردار تھے، اور فی الحقیقت ایسے ہی لوگ ہیں جو سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دفاع کی آڑ میں یزید کی حمایت کرتے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ مسلکِ اعتدال کے داعی تھے۔ اس لیے آپ فرماتے تھے کہ فسق یزید کے متعلق شاہ صاحب کا موقف بالکل درست ہے اور نتیجے کے اعتبار سے سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی انہوں نے توہین نہیں کی۔ لیکن برسبیل تذکرہ انہوں نے دلائل کے تبادلہ کے دوران جو الفاظ لکھے ہیں ان سے عام قارئین کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے حُسنِ ظن نہیں رہتا، جبکہ اہل سنت کی تمام تر محنت اس نکتہ پر ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شرعی عدالت پر آنچ نہ آنے پائے۔ اس جذبہ کے پیش نظر حضرت اقدس رحمہ اللہ نے ''دفاع حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ'' لکھی تھی۔

قارئین کرام! بسا اوقات بڑوں کی معمولی لغزش ان کے متبعین کو مکمل طور پر گمراہ بھی کر دیتی

ہے۔اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔لیکن ہم زیر نظر بحث کی روشنی میں فقط مولانا لعل شاہ صاحب پہ ہی اکتفاء کرتے ہیں۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ان کی لفظی اور تعبیری لغزشوں نے ان کے شاگردوں اور بعض متعلقین کو ایک نہ ایک دن ایسے چوراہے پہ لا کھڑا کیا کہ جہاں منزل کا تعین اُن کے لیے مشکل ہوگیا، اور وہ زندگی کے اواخر میں اسی چوراہے پر ہی سرگرداں ہو کر رہ گئے۔ان میں مولوی مہر حسین شاہ مرحوم آف کامرہ، مولوی عبدالقیوم علوی سنگریال راولپنڈی اور ایک بڑے مرحوم عالم دین شامل ہیں۔جو واقعتاً حدود سے متجاوز ہوئے اور اپنا نقصان کیا۔چنانچہ مولوی مہر حسین شاہ نے خارجی فتنہ حصہ اول کی بعض عبارات کے رد میں ایک کتابچہ بعنوان ''کھلی چٹھی بنام مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ'' لکھی۔اس چٹھی میں تو حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کا بہت احترام ملحوظ رکھا۔ اور یہاں تک لکھا کہ:

> ''مولانا قاضی صاحب نے ردِّ رفض میں خوب کام کیا ہے اور بحمد اللہ اب بھی اسی آب وتاب سے جاری ہے۔لہٰذا بندہ کو ان سے طبعی لگاؤ ہے، خدا کرے، ان کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے۔آمین ثم آمین

(کھلی چٹھی، صفحہ ۲ ناشر مجلس تحفظ ناموس اہل بیت پاکستان، کامرہ)

اور اسی کتابچہ کے آخر میں یہ بھی لکھا کہ'' میں نے کوشش کی ہے کہ آپ کی شان کے خلاف کوئی جملہ نہ آنے پائے۔اگر سہواً کہیں کوئی دل آزار جملہ آگیا ہو تو معافی کا خواستگار ہوں۔(ایضاً ص ۲۳)

لیکن انہی مہر حسین شاہ صاحب پر جب بُرے دن آئے تو موصوف نے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی کتاب دفاعِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تردید میں ''الاجابۃ الکافیہ'' نامی کثیف کتاب شائع کی، صرف یہی نہیں بلکہ ''سیاستِ معاویہ'' کے نام سے نہایت دل فگار اور توہین آمیز کتاب بھی شائع کی تھی، جس کا مفصل ذکر راقم الحروف نے اپنی کتاب ''تذکرہ مولانا محمد نافع'' میں کیا ہے۔اسی طرح عبدالقیوم علوی نے '' تاریخ النواصب'' نامی متنازعہ کتاب لکھی تھی جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف زہر اگلا گیا ہے۔تو مذکورہ دونوں حضرات مولانا لعل شاہ صاحب کے عقیدت مند اور شاگرد ہیں۔رہی بات حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ کے خلاف ''البیان الاظہر لکشف مکائد المظہر'' نامی کتاب جس کے متعلق جوادی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''انہوں (مولانا لعل شاہ بخاری) نے قاضی مظہر حسین کے مکر وفریب پر ایک مستقل کتاب ''البیان الاظہر لکشف مکائد المظہر'' کے نام سے تحریر کی۔ تقریباً ساڑھے تین سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب واقعتاً قابل مطالعہ ہے اسی سلسلہ میں مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کے بیٹوں کی جانب سے مکتوب ''مولوی عبدالستار تونسوی کے نام کھلا خط'' بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ الخ (افکار العارف صفحہ نمبر ۴۸، مارچ ۲۰۱۴ء)

اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ کتاب دراصل مہر حسین شاہ اور عبدالقیوم علوی کی کارستانی تھی اور مولانا لعل شاہ صاحب بخاری کا نام استعمال کیا گیا ہے۔ شاہ صاحب کی کتاب ''بصیرت افروز تبصرہ'' پہ اس کا اشتہار بھی موجود ہے۔ نیز یہ کتاب آج تک شائع نہ ہوئی، یہ غیر مطبوعہ نسخہ ہے۔ جس کی مولانا لعل شاہؒ صاحب کی وفات کے بعد ان کے بھانجہ خالدؒ شاہ نے فوٹو کاپیاں ادھر اُدھر تقسیم کیں اور جوادی صاحب نے بھی جا بجا سے بذریعہ دھوکہ خود کو سنی عالم اور شاہ صاحب کا معتقد ظاہر کر کے ہتھیالی تھی۔ فی الحال اس پر اتنا تبصرہ ہی کافی ہے۔ مزید اگر ہم ضرورت سمجھیں گے تو اس کے پیش کردہ مندرجات پہ بحث بھی کرلیں گے۔ لیکن اتنی سی بات علماء کرام کے علم میں ہونی چاہیے کہ اب اہل تشیع حسب مزاجِ ماضی اس غیر مطبوعہ کتاب کو اپنے خرچ پہ شائع کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ جس کی ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہے۔ اس لیے کہ لوٹنے والے بچھو کے لیے جوتا سدا حاضر رہتا ہے۔ رفض و بدعت کے مکر وفریب کے پردے کٹتے پھٹتے رہیں گے۔ کیونکہ امامی علماء کی مثال دلدل میں پھنسے اُس بدمست ہاتھی جیسی ہے کہ جو جتنا آگے بڑھتا ہے اُتنا ہی دھنستا چلا جاتا ہے۔

## مولانا لعل شاہ بخاری کے دامن میں امامی ترجمان کو پناہ کیوں لینا پڑی؟

حضرت مولانا محمد نافع رحمہ اللہ کی ایک نہایت علمی اور تحقیقی کتاب ''حدیث ثقلین'' ہے۔ افسوس یہ ہے کہ بعض اہل علم اس کتاب کا بنیادی موضوع اور غرض وغایت سمجھ نہ سکے اور بن سمجھے ہی اس کے بعض مندرجات کو تنقید کے ترازو پہ رکھ دیا۔ دراصل حدیث ثقلین کی آڑ میں اہل تشیع بارہ بزرگانِ اہل بیت کی خود ساختہ، من گھڑت اور خلاف عقل ونقل جو ''امامت'' ثابت کرتے ہیں، مولانا محمد نافع رحمہ اللہ نے اس نظریہ کا قلع قمع کیا ہے اور، ساتھ ہی روایت کے رجال اسانید پر بھی بحث کی ہے۔ مولانا سید

نفل شاہ صاحب نے مولانا محمد نافع رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اسالیب پہ جرح کی اور ''ولایتِ علی'' کے نام سے ایک مختصر کتاب لکھی تھی۔ یہ ''ولایتِ علی'' نام ہی ''امامت'' کے نام سے اُچھل کود کرنے والوں پر تازیانہ عبرت ہے، مگر خدا جانے انہوں نے اس میں کونسی اپنی خیر نکال لی ہے؟ بہرکیف جوادی صاحب کو جب اس سلسلہ بحث سے فرار ہونے کے لیے چور دروازہ نکالنا پڑا تو انہوں نے ''ولایت علی'' سے استفادہ کر کے منابع و مصادر تک رسائی حاصل کی اور اب گزشتہ ایک سال سے خلط مبحث کا شکار ہو کر وہ اسی بحث کو چلا رہے ہیں۔ اس پر ہم مستقل جواب آگے چل کر رقم کریں گے ان شاء اللہ ا یہی وہ مجبوری تھی جس کی بناء پہ موصوف شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کر رہے ہیں، گویا اس مفلوک الحال قوم کو جب بھی علم کام کی کوئی چیز ملی، علماء اہل سنت ہی سے ملی ہے۔

## جوادی صاحب کا ایک مزید جاہلانہ شوشہ

حضرت اقدس قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ عبدالستار تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق موصوف لکھتے ہیں کہ:

''شیعہ کے متعلق ان ہر دو حضرات کی شہادت نا قابل قبول ہے۔ کیونکہ شیعوں کے مدمقابل یہ حضرات فریق ہیں۔ ایک حریف کی دوسرے کے متعلق گواہی ہرگز قبول نہیں کی جاسکتی۔ شیعہ کے خلاف ان کا محض دعوی بلا دلیل ہے، جو صریح البطلان ہے۔ شیعوں کے متعلق ان ہر دو کا فیصلہ و دعویٰ عادلانہ نہیں ہے۔ یہ حضرات منصف عادل تو درکنار شاہد عادل بننے کے بھی قابل نہیں ہیں۔ قرآن مجید کا اصول وضابطہ ہے کہ اَشۡهِدُوۡا ذَوَىۡ عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ وَاَقِيۡمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ (سورۃ طلاق، آیت ۲ الخ

## تبصرہ

کب کسی عدالت میں شیعیت بطور ملزم طلب ہوئی ہے کہ گواہوں میں یہ دونوں بزرگ پیش ہوتے؟ بارہ سو سال سے کیا ابھی آپ پہ الزام ہی ہے؟ اور ابھی جرم ثابت نہیں ہوا؟ جبکہ ان جرائم کا اقرار بار بار امامی علماء اپنے بیانوں اور کتابوں میں کر چکے ہیں اور قاعدہ یہ ہے کہ جب مجرم اپنے جرم کا خود اقرار کرے تو گواہوں کی ضرورت نہیں رہتی، اور ویسے بھی گواہوں کے بیانات کے بعد مجرم کو گواہ اچھے نہیں لگتے۔ سو اس اعتبار سے موصوف درست ہی کہتے ہیں۔ تاہم بنیادی بات یہ ہے کہ علماء

اہل سنت میں حضرت اقدس قاضی صاحب رحمہ اللہ ہوں یا علامہ تونسوی رحمہ اللہ! یا اُن سے ماقبل و مابعد کے محققین اہل سنت، یہ سب کے سب روافض کے اپنے ایجاد کردہ عقائد کی بناء پر ان پر شرعی حکم لگاتے ہیں۔ جوادی صاحب کا ان علماء کرام کو ''فریق'' اور ''حریف'' کہہ کر نا قابل اعتبار ٹھہرانے کا فلسفہ بھی بالکل عامیانہ ہے۔ گویا اب قادیانیوں کو غیر مسلم کہنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی اور عیسائیوں کو کافر کہنے کے لیے پادریوں کی گواہی درکار ہے۔ کیونکہ امت مسلمہ تو ان کی ''حریف'' ہے۔ اب اس اصول کو بھلا علمی دنیا کہاں قبول کرتی ہے؟

## قادیانیوں کے خلاف کس نے کیا کردار ادا کیا؟

جوادی صاحب زیرِ عنوان ''تحریک ختم نبوت اور سلفی صاحب کی غلط بیانی'' لکھتے ہیں:

''سلفی صاحب رام کہانیاں بیان کرنے میں ماہر ہیں۔ ذرا سی بات کا بتنگڑ بنانا اور حقائق کا مسخ کرنا ان کا معمول ہے۔ حالانکہ تحریکِ ختم نبوت میں مقتدر شیعہ علماء اور زعما کا تاریخ ساز کردار روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ جب پاکستان میں سیاسی ثقافتی، اور دیگر معاشرتی معاملات میں قادیانیوں کی مداخلت بڑھی اور انہوں نے پاکستانی سیاست میں اپنی سامراج پسندانہ سرگرمیاں تیز کردیں تو شیعہ علماء نے اس فتنے کے خلاف علَم بغاوت بلند کرنے کا فیصلہ کیا۔ دراصل قادیانیت کا فتنہ سلفی صاحب کے گھر ہی سے پیدا ہوا۔ مرزا قادیانی فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مقلد تھا، اگر مرزا صاحب کی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ''نبوت'' تک پہنچنا سلفی صاحب کے مکتب فکر میں پائے جانے والے چور دروازوں ہی سے ممکن ہوا۔ ابتداء میں ناصبی، پھر مجدد پھر نبوت تک جا پہنچا۔ اگر علماء شیعہ اس فتنہ کی سرکوبی نہ کرتے تو سلفی صاحب کے اکابر سے یہ فتنہ کبھی ختم نہ ہوتا ہمارے ہاں عقیدۂ امامت ہی ختمِ نبوت کی ایسی ناقابلِ ردّ دلیل ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا جاسکتا۔ الخ

(ماہنامہ افکار العارف، لاہور اگست ۲۰۱۴ء صفحہ نمبر ۴۹)

## تبصرہ

جذبات کی لہروں میں محترم جوادی صاحب نے بچوں کو قہقہے لگانے کا خاصا ماحول فراہم کر دیا ہے۔ مگر تاریخی، تحقیقی، شعوری، علمی، عقلی اور نقلی اعتبار سے ان باتوں کی پر پستہ جتنی وقعت بھی نہیں ہے۔ موصوف کی تاریخ دانی کا یہ حال ہے کہ ردّ قادیانیت پر اپنی مزعومہ خدمات ''پاکستانی سیاست'' سے پیش فرما رہے ہیں، جبکہ قادیانی فتنہ قیام پاکستان سے کم و بیش ساٹھ سال پہلے ۱۸۸۸ء میں باضابطہ معرض وجود میں آچکا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جب علماء اہل سنت نے انگریزی سامراج کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی کے والد غلام مرتضیٰ نے پچاس گھوڑے مع سواراں انگریز کی مدد کے لیے پیش کیے تھے۔ تب سے انگریز کو قادیان پہ توقع ہوگئی تھی کہ علماء اسلام کی سامراج دشمنی سے متحدہ برصغیر کے عوام کی توجہ ہٹانے کے لیے مذکورہ خاندان کے کس آدمی سے کس قسم کا کام لیا جاسکتا ہے؟ ۱۸۶۶ء میں دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں لایا گیا اور اس کے بیس سال بعد مرزا صاحب نے دھیرے دھیرے اپنا دعویٰ نبوت پیش کر دیا۔ تب سے لے کر ۱۹۴۷ء تک، ۱۹۴۷ء سے ۱۹۷۴ء تک اور ۱۹۷۴ء سے اب تک علماء اسلام ایک دن کے لیے بھی قادیانیت کے فتنہ سے غافل نہیں رہے۔ اور پورے ربط و تسلسل کی ساتھ فتنہ قادیانیت کا سدباب کیا۔ اور کرتے چلے جا رہے ہیں۔ اور اگر گنتی کے چند شیعہ علماء نے بھی اس میں کردار ادا کیا ہے تو اس کی حیثیت محض انگلی پہ لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہونے کے مترادف تھی۔

بقول استاد ذوق:

گل اس نگہ کے زخم رسیدوں میں مل گیا<br>
یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گیا

کیونکہ ان شیعہ علماء کو اپنے ساتھ چلانے والے علماء اہل سنت تھے۔ یہ کہنا کہ ''مرزا غلام احمد قادیانی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مقلد تھا''، تو ہم جواباً کہیں گے کہ دعویٰ نبوت کے بعد اس کو امام اعظم رحمہ اللہ کا مقلد کہنا ایسا سیاہ ترین جھوٹ اور تلبیس ہے کہ جس کا متحمل یقیناً کوئی امامی عالم ہی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ختم نبوت کے عقیدہ پر سب سے زیادہ حساس مزاج حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کی ذات والا بابرکات تھی، جنہوں نے یہ اصول پیش فرمایا کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی مدعی نبوت کا کافر

ہونا تو ظاہر ہے ہی، اس سے دلیلِ نبوت طلب کرنے والا بھی کافر ہے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی ہندو، سکھ، عیسائی پادری یا یہودی ربی کہہ دے کہ مرزا قادیانی اسلام کا نام لیتا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ کا اُمتی تھا اور ''اُمتی نبی'' ہونے کا مدعی تھا، اور اس ضمن میں وہ مسلمانوں پر پھبتی اڑائیں تو کیا وہ کسی صورت قابلِ قبول ہوگی؟ کیا جوادی صاحب نہیں جانتے کہ مرزا قادیانی اگر فقہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا خود کو مقلد کہلاتا تھا تو شیعہ عالم مولوی گل علی شاہ اس کا استاد تھا، جبکہ دعویٰ نبوت سے پہلے جب اس کا نکاح ہوا تو نکاح خواں اہل حدیث عالم مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی مرحوم تھے۔ تو ایک ایسا شخص جس نے امتِ مسلمہ کے متفقہ عقیدہ کے برخلاف شب خون مار کر خود کو نبی کہا تو اب لامحالہ نہ وہ حنفی رہا، نہ اہلِ حدیث! کیونکہ ان میں سے تسلسلِ نبوت یا اجرائے نبوت کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ البتہ کھلے الفاظ میں نہ سہی، مگر زیرِ لب اور زیرِ تقیہ شیعیت کا شمار منکرین ختم نبوت میں ہوتا ہے۔ اور اس پر عقیدۂ ''امامت'' گواہ ہے۔ اس کی تفصیل پیش کرتے ہوئے ہم پہلے معروف شیعہ مناظر مولانا مرزا احمد علی امرتسری کا ایک حوالہ پیش کر دیتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کس شیعہ استاذ سے کسبِ علم کیا۔ اور پھر یہ حقیقت بھی آشکار کر دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے خلاف امامی علماء کا اسلوبِ مباحثہ کیا رہا؟ (جاری ہے)

## حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں، جن کے بارے میں حضور ﷺ ارشاد فرمایا کہ اگر دین ثریا پر بھی ہوتا تو ان کی نسل میں سے ایک شخص وہاں سے بھی حاصل کرتا۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں، جو سلطان الخیر کے لقب سے مشہور تھے۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں، وہ واحد صحابی ہیں جو عجمی اور طویل العمر صحابی تھے جن کے لیے آنحضرتؐ نے فرمایا تھا کہ یہ ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں، جو اسلام لانے والے ایران کے پہلے باشندے تھے (سیرت کوئز)

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں، جو صاحب الکتابین (دو کتابوں والے) کے نام سے مشہور ہوئے۔

[کنزِ مدفون] ترتیب و املاء: مولانا حافظ عبدالجبار سلفی

# مکاتیبِ قائد اہل سنت

(مسلسل)

نوٹ: حضرت قائد اہل سنت رحمہ اللہ کے مکاتیب کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض خطوط معاصرین کے اور بعض مسترشدین کے نام ہیں، مریدین کے نام اصلاحی مکاتیب چونکہ تربیت کے حوالہ سے ہوتے ہیں۔ اور تربیتی دور میں سالکین کو اپنے شیخ سے زجر و توبیخ بھی ہوتی ہے۔ اس لیے جو خطوط سالکین و مریدین کے نام ہیں، ان کو شائع کرتے وقت مکتوب الیہ کا نام نہیں لکھا جائے گا اور حسب ضرورت بعض جگہ الفاظ کو حذف بھی کیا جائے گا البتہ جو حضرات اپنے نام سے ہی شائع کروانے پر راضی ہوں، تو ان کی رضا معتبر ہوگی اور ان کے نام سے ہی وہ خط شامل اشاعت ہوگا۔ قارئین سے التماس ہے کہ جس کے نام حضرت قائد اہل سنت کا کوئی خط موجود ہو تو وہ اصل یا صاف ستھری فوٹو کاپی ارسال فرما کر اس کارِ خیر کا حصہ بنیں۔ (ادارہ)

(۱۴۳) برادر محترم سلمہٗ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ ۵ مئی ہفتہ کی رات کو اچھرہ میں تقریر رکھی گئی ہے۔ اور اتوار کو ان شاء اللہ شرقپور میں دن کو تقریر ہے۔ آپ اتوار کے دن رات کو یا پھر پیر، منگل کی تاریخیں رکھ لیں۔ بدھ کو میں نے پلندری آزاد کشمیر کے جلسوں پر نکل جانا ہے۔ اور اگر آپ کسی وجہ سے یہ ایام نہ رکھ سکیں تو پھر ۱۲، ۱۳ مئی کی تاریخوں میں کوئی دن رکھ لیں، از راہ کرم اپنے پروگرام سے جلدی مطلع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

یہاں اپنے احباب میں سے ایک ساتھی کو بھی پتھری تھی اور سخت دورے پڑتے تھے۔ انہوں نے ہومیو پیتھک کی دوا لی تو اگلے دن پتھری خارج ہوگئی میں ان سے دوا کا نام لکھوا لوں گا۔ پھر ان شاء اللہ آپ کو بھیج دوں گا ہو الشافی ...... احباب کی خدمت میں سلام مسنون!

والسلام خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین ۱۴ ربیع الاول ۹۳ھ

(۱۴۴) جناب محترم سلمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ آپ کا عنایت نامہ ملا۔ میں آج ہی بھیں سے واپس آیا ہوں۔ حافظ صاحب موصوف سے بندہ واقف ہے۔ وہ وہاں کامیاب نہیں ہو سکتے ان کی صحت بھی خراب رہتی ہے۔ کوشش کرتے رہیں، خدا کرے کوئی مناسب آدمی مل جائے، ملتان کے فیصلہ سے مجھے بہت دکھ ہوا، اجلاس ان کے کامیاب ہوں یا نہ ہوں، اگر اس پارٹی کا مسلک صحیح نہیں تو اس اتحاد سے وہ ساری محنت ضائع ہو جائے گی جو چند سالوں سے کی جاتی رہی ہے۔ میں تو مسلک اکابر کی حفاظت کی ضرورت کے پیش نظر ایسی سیاست کو غیر دینی سیاست سمجھتا ہوں۔ یہ پارٹی تو دیوبندی مسلک کی ہی سمجھی جائے گی۔ اگر اہل حدیث حضرات کو اس اجلاس میں دعوت دی جاتی ہے تو وہ بے شک درست ہے، کیونکہ مسلک متعین ہونے کی وجہ سے مغالطہ نہیں ہو سکتا۔ بہر حال ان حالات کے پیش نظر بندہ تو یہی سمجھتا ہے کہ جماعت سے استعفیٰ دے دوں۔ جمعۃ المبارک کے بعد براستہ جہلم مخدوم پور ضلع ملتان جانے کا ارادہ ہے۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون!

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین چکوال، ۲۳ر جمادی الثانیہ ۱۳۹۳ھ

---

(۱۴۵) السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ آپ کا عنایت نامہ ملا۔ الحمد للہ اب صحت بہت بہتر ہے۔ کل سے ان شاء اللہ باغ آزاد کشمیر کے جلسہ پر جاؤں گا۔ احباب کی خدمت میں سلام مسنون عرض کر دیں۔ ذکر میں غفلت بالکل نہ کریں۔ یہی کلید درجات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اتباع سنت اور ذکر دوام نصیب فرمائے۔ آمین

والسلام

الاحقر مظہر حسین ۔ یوم الجمعہ

---

(۱۴۶) جناب محترم سلمہٗ اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔ آپ کا عنایت نامہ ملا۔

طالب خیر بخیر ہے۔ آپ کے گھر آنے کی اطلاع مل گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء کاملہ عطا فرمائے آمین۔ بندہ کل اتوار کو لاہور جانے والا ہے۔ صوبائی اجلاس کے بارے میں مشاورت اور دعوت نامے وغیرہ کے سلسلہ میں یہ سفر کر رہا ہوں۔ حضرت پیر صاحب مولانا سید خورشید احمد شاہ مدظلہ کی خدمت میں موضع عبدالحکیم بھی جاؤں گا اور مخدوم پور بھی۔ حضرت موصوف کو اجلاس کے لیے عریضہ لکھا تھا تو حضرت نے اپنی بیماری، ضعف وغیرہ کا عذر فرمایا۔ اگر تب تک ان کی صحت نے اجازت دی تو ان کو بذریعہ کار لاہور لے آئیں گے۔ آپ بھی حتی الامکان اجلاس میں پہنچنے کی ضرور کوشش کریں۔ اگر خدانخواستہ آپریشن کا فیصلہ ہو تو وہ اجلاس تک مؤخر کر دیں۔ بعد میں ہو جائے گا۔

شیعہ مطالبات منظور کر لیے گئے ہیں۔ ہم نے ''سنی مطالبات ثلاثہ'' کے فارم چھپوا کر دستخطوں کی مہم جاری کر دی ہے۔ آپ کی خدمت میں بھی ارسال کر دیئے جائیں گے۔ ہر آدمی کے دو جگہ دستخط کروانے ہیں۔ تا کہ ایک فائل اپنے پاس رہے اور دوسری صدر پاکستان کو بھیج دی جائے۔ یہ وقت کی بہت اہم ضرورت ہے۔ خواص سے تاریں بھی بھجوائی جائیں گی کہ ان شیعہ مطالبات کو فی الفور رد کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کی مدد فرمائیں آمین۔ حافظ محمد رفیع صاحب اور دیگر احباب کی خدمت میں سلام پیش کر دیں۔ یاد رہے کہ ہمارے مذکورہ مطالبات ''نوائے وقت'' میں شائع ہو چکے ہیں۔

والسلام

الاحقر مظہر حسین مدنی جامع مسجد چکوال ۹، رجب ۹۳ھ

---

(۱۴۷) جناب محترم سلمہٗ۔ آپ کا عنایت نامہ ملا۔ طالب خیر بخیر ہے۔ الحمد للہ آپ کی صحت بحال ہو رہی ہے۔ مولانا عبداللطیف صاحب نے بھی ملاقات کا حال سنایا، حافظ محمد نسیم صاحب کو تعویذات دے دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شفائے کاملہ عطا فرمائے آمین۔ آپ کا آپریشن ماشاء اللہ

کامیاب ہوا ہے۔ اب اچھی طرح حفاظت کریں۔ کیونکہ زخم کی حالت میں سکوٹر یا کار کا سفر بھی مضر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا فرمائیں، بچوں کو پیار، احباب کو سلام۔

والسلام خادم اہل سنت

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ، ۲۹ جمادی الاول ۱۳۹۴ھ

---

(۱۴۸) جناب محترم سلمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ حافظ محمد طیب صاحب نے قرارداد ارسال کردی ہے جو مطابق حالات ہے۔ لیکن یہ خبر سنی ہے کہ رجب کے آخری ہفتہ میں حضرت درخواستی مدظلہ کے حکم سے شوریٰ کا اجلاس لاہور میں طلب ہونے والا ہے۔ لہٰذا فی الحال اس کو بذریعہ ڈاک مولانا مفتی محمود صاحب کی طرف ارسال نہ کریں۔ البتہ حضرت ناظم اعلیٰ کی خدمت میں دستی ارسال کردیں۔ تاکہ اہمیت بڑھ جائے۔ مولانا محمد رمضان صاحب امیر جمعیت میانوالی اور مولانا محمد عبداللہ آف بھکر ضلعی ناظم اعلیٰ میانوالی نے بھی اس اطلاع پر تشویش کا اظہار کی ہے انہوں نے بھی مشورہ دیا ہے کہ شوریٰ کے اجلاس میں پیش کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اہل حق کو شرور وفتن سے محفوظ رکھے آمین۔ ماہ نامہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے جھوٹوں کے جواب میں مضمون جلد ماہ نامہ ترجمان اسلام میں شائع کروادیں۔ انہوں نے ''ترجمان اسلام'' کے مضمون کو شر انگیز اور جھوٹ کا پلندہ قرار دیا۔ لہٰذا جواب کا آنا ضروری ہے۔ مدرسہ کے سلسلہ میں حاجی احمد حسین صاحب آپ کی خدمت میں آئیں گے۔ احباب کو مطلع کردیں وہ ہفتہ کو لائل پور، سرگودھا سے ہوتے ہوئے لاہور پہنچیں گے۔

والسلام

الاحقر مظہر حسین غفرلہٗ

---

(۱۴۹) محترم جناب حافظ محمد الیاس صاحب سلمہٗ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! میں نے آپ کو دو عدد خطوط بھیجے تھے، آپ نے ان کا ذکر نہیں کیا کہ خدا جانے پہنچے کہ نہیں؟ اپنے حالات سے اطلاع دیتے رہا کریں۔ حافظ محمد اسمٰعیل صاحب سے کہیں کہ حضرو میں وہ جگہ تو اچھی ہے لیکن

آپ کی آواز نہیں ہے اور اذان میں آواز ہی مطلوب ہوتی ہے۔ اگر لاہور میں گزارہ ہو رہا ہے تو وہیں رہیں۔ یا عارضی طور پر حضرو آ کر جائزہ لے لیں، اگر لوگ مطمئن ہوں تو پھر مستقل وہاں قیام کر لیں۔ آپ سے بھی ان کو مشورہ کر لینا چاہیے۔

والسلام

خادم اہل سنت مظہر حسین، ۲۵ ربیع الثانی ۹۴ھ

---

(۱۵۰) جناب محترم سلمہٗ! السلام علیکم ورحمت اللہ۔ طالب خیر بخیر ہے۔ پہلے ایک کارڈ ارسال کر چکا ہوں۔ کل ہی حافظ محمد انور سلمہٗ کا خط آیا کہ ٹمبر مارکیٹ کے پلاٹ کا منتظمین نے اشکال پیش کیا ہے کہ اس میں پانی بھر جاتا ہے وغیرہ۔ اس لیے نئی جگہ کے انتخاب کے لیے آپ کا لاہور آنا ضروری ہے۔ بندہ اسی ضرورت کے تحت ان شاء اللہ اتوار شام تک لاہور پہنچ جائے گا۔ ہفتہ کو واہ فیکٹری کے قریب ایک گاؤں میں جلسہ پہ جانا ہے۔ خدا کرے کوئی مناسب جگہ مل جائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔ حافظ محمد رفیع صاحب اور دیگر احباب و بزرگان کی خدمت میں سلام مسنون!

والسلام

خادم اہل سنت الاحقر مظہر حسین غفرلہ، بروز بدھ (تاریخ درج نہیں ہے)

## حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں، جو فاتح روم کے لقب سے مشہور ہوئے۔ (سیرت کوئز)

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں، جنہوں نے ایک تابعی کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں، جو عمان کے فرمانروا جیفر اور عبد کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوت نامہ لے کر گئے تھے۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں، جن کو عرب کا دماغ کہا جاتا تھا۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں، جنہوں نے سواعی نامی بت کو توڑا تھا۔

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں، جنہیں فاتح مصر کہا جاتا ہے۔

ماہنامہ حق چار یار لاہور
رجسٹرڈ نمبر CPL26



**نعت:**

# توصیف ختم المرسلین ﷺ

حضرت مولانا مفتی نسیم احمد صاحب فریدی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ

سرورِ کون و مکاں، محبوبِ ربّ العالمیںؐ ✤ میرے آقاؐ ساقیٔ کوثر شفیع المذنبیںؐ

خواجۂ کونین اور گھر میں فقط نانِ جویں ✤ اور کبھی یہ بھی میسّر میرے آقاؐ کو نہیں

عظمتِ قرآں کا پرتو ان کا رخسارِ حسیں ✤ شوکتِ کعبہ کا نقشہ ان کی زلفِ عنبریں

آپؐ کا اسمِ گرامی دلنواز و دل نشیں ✤ آپؐ کا ذکرِ مبارک جاں فزا وجد آفریں

اے خوشا صلی علیٰ ان کا جمالِ دل نشیں ✤ روحِ ایماں روحِ دل روحِ نظر روحِ یقیں

جو بہاریں ہیں یہاں وہ باغِ جنت میں نہیں ✤ ارضِ طیبہ بے گماں ہے رشکِ فردوسِ بریں

اس کے اک ذرے کی قیمت گلشنِ جنت نہیں ✤ یہ مدینے کی زمیں ہے، یہ مدینے کی زمیں

تھے ابوبکرؓ و عمرؓ عکسِ جمالِ ہم نشیں ✤ مصطفیٰؐ کے جانشیں اور آج تک ان کے قریں

مرتبہ عثمانؓ کا کیا ہو سکے مجھ سے بیاں ✤ وہ تو ذوالنورین ہیں، ان کا کوئی ثانی نہیں

کہہ رہی ہے اہلِ ملت سے یہ شانِ حیدریؓ ✤ ظلمتِ شب سے سحر کا نور دب سکتا نہیں

آج ہو آفاق میں جاری نظامِ مصطفیٰؐ ✤ ہم اگر پیدا کریں ذوقِ عمل ذوقِ یقیں

دورِ ماضی میرا کیا تھا، اور اب ہے حال کیا ✤ ہے یہ دورِ آسماں گا ہے چناں گا ہے چنیں

فیض سرکارِ مدینہ سے فریدیؔ، بن گیا

مایۂ علم الیقیں، شائستۂ حق الیقیں

○✤○